Scanned with CamScanner

وہ جو درج تھا تیرے نصیب میں

حنا ملک

ناموسِ محبت پہ الزام نہ آجائے
اس ڈر سے رقم اپنی رُوداد نہیں کرتے
ہر حال میں خوش رہنا سیکھا ہے محبت میں
ہم تو کسی ظالم سے فریاد نہیں کرتے

شدید کہر کی وجہ سے موسم بہت سرد ہو رہا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں کو آپس میں رگڑا اور دروازہ دھکیل کر اندر کی طرف بڑھ گئی۔ سامنے بیٹھے شخص پر نظر پڑتے ہی اس کے حلق تک کڑواہٹ گھل گئی تھی۔ وہ ... کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف ... گئی۔ اس شخص کی نگاہوں نے کمرے میں داخل ہو... تک اس کا تعاقب کیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد و... کمرے سے برآمد ہوئی اور اردگرد دیکھے بغیر ہی کچ... طرف بڑھ گئی۔ اپنے لیے کافی پھینٹ رہی تھی، جب وہ اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر ایک لمحے کو عیشا کے ... رکے۔ دوسرے ہی لمحے وہ دوبارہ اپنے کام ... مصروف ہوگئی۔

''تم آج پھر اس کے ساتھ گئی تھیں؟'' وہ ... ٹھہرے لہجے میں دریافت کر رہا تھا۔

''اپنے کام سے کام رکھیے۔'' عیشا نے انگلی اٹھا کر تنبیہی لہجے میں کہا۔

''میں نے کچھ پوچھا ہے۔'' وہ زور دے کر بولا۔

''میں کہاں جاتی ہوں؟ کیا کرتی ہوں؟ کس سے ملتی ہوں؟ اس سے تمہیں کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے۔'' وہ ہٹ دھرمی سے کہتی باہر نکل گئی۔ وہ محض دانت پیس کر رہ گیا۔

اسے اپنی زندگی کے وہ پل یاد آنے لگے جن سے گزر کر وہ یہاں پہنچا تھا۔ اس کی پسند ماہین تھی لیکن عیشا اس کے گلے میں باندھ دی گئی تھی۔

❖❖❖

''ہیلو لیڈیز۔ کیا ہو رہا ہے بھئی؟'' اس نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔

''ارے حارث بھائی! کیا حال چال ہیں، آپ کے۔'' رامین چہکی۔

''چال تو ماشاء اللہ زبردست ہے، البتہ حال ذرا......'' اس نے ماہین پر نظریں جماتے ہوئے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

digest library.com

Scanned with CamScanner

''بڑی خوش فہمی ہے جناب کو اپنی چال کے بارے میں۔'' رامین نے کہا۔

''ارے' یہ خوش فہمی نہیں ہے۔ آج بھی بہت سی ایڈورٹائزنگ کمپنیاں میرے پیچھے پڑی ہیں۔ وہ تو میں ہی انہیں لفٹ نہیں دیتا۔'' وہ شانِ بے نیازی سے بولا۔ ماہین بظاہر عاطف کو ہوم ورک کروا رہی تھی مگر کان اسی طرف لگے تھے اور لبوں پر دھیمی دھیمی مسکراہٹ تھی۔

''اے لڑکی! میرے لیے چائے بنا کر لاؤ' فوراً۔'' حارث نے رامین سے کہا تو وہ اٹھ کر چائے بنانے چل دی۔

''یارب وہ نہ سمجھے ہیں' نہ سمجھیں گے مری بات'' اس نے آہ بھرتے ہوئے مصرعہ پڑھا۔ ''ویسے کہیں کسی ڈاکٹر یا حکیم نے بولنے سے منع کیا ہے؟'' وہ ماہین سے مخاطب ہوا۔

''نہیں تو......'' وہ سر پر دوپٹہ درست کرتے ہوئے بولی۔

''تو کچھ بات کرو نا' میں آیا ہوں۔'' وہ ''میں'' پر زور دیتے ہوئے بولا۔

''میرے پاس اتنا فالتو وقت نہیں ہوتا۔'' وہ ہنسی دباتے ہوئے بولی۔

''کیا؟ کیا؟ کیا؟ یعنی کہ تمہاری نظر میں میری کوئی وقعت ہی نہیں ہے؟'' وہ تقریباً غرایا۔ ماہین سر جھکائے سنجیدہ بیٹھی رہی۔ آج جانے کیوں اسے ستانے کو جی چاہ رہا تھا۔

''ٹھیک ہے' ایسے ہے تو ایسے ہی سہی۔ میں ہی پاگل ہوں ناں جو ہر دوسرے دن بہانے بہانے سے یہاں کے چکر کاٹتا پھرتا ہوں' صرف تمہارے لیے تو آئندہ نہیں آؤں گا۔'' وہ پیر پٹختا چلا گیا۔ ماہین کو ندامت نے آن گھیرا۔ وہ تو جان بوجھ کر اسے ستا رہی تھی' جبکہ حارث سچ مچ ناراض ہو کر چلا گیا تھا اور وہ بھلا اس کی ناراضی کہاں برداشت کر سکتی تھی۔ اسے منانے کا کوئی طریقہ سوچنے لگی۔

''ارے یہ حارث بھائی کہاں گئے؟'' رامین چائے کی ٹرالی سمیت اندر داخل ہوئی۔

''چلے گئے' شاید۔ کوئی کام یاد آ گیا تھا۔''

''یہ حارث بھائی بھی بس عجیب ہی ہیں۔'' رامین بڑبڑاتے ہوئے چائے پینے لگی۔

ماہین نے شام ہوتے ہی ''شہاب منزل'' فون کیا۔

''ہیلو۔ حارث ہیئر۔''

''میں...... ماہین۔'' ماہین کی آواز سنتے ہی حارث کے اندر تک گویا ٹھنڈک اتر گئی مگر اپنی اس کیفیت کو ظاہر نہیں ہونے دیا۔

''جی فرمایئے۔'' نروٹھے پن سے کہا گیا۔

''ابھی تک ناراض ہیں آپ؟''

''افوہ! کتنی بار کہا ہے' یہ آپ جناب مجھے پسند نہیں ہے۔ مجھے رسمی قسم کے لوگ سخت زہر لگتے ہیں۔'' وہ جھلایا تو ماہین مسکرادی۔

''تائی جان کدھر ہیں؟''

''[illegible] رہی ہیں اور یہ تم کیا تائی جان کا ذکر لے بیٹھیں۔ تم نے مجھے منانے کے لیے فون کیا ہے یا تائی جان کو؟'' کڑے تیوروں سے پوچھا گیا۔

''ارے آپ...... میرا مطلب ہے' تم سے کس نے کہا ہے کہ میں نے منانے کے لیے فون کیا ہے؟''

''اب زیادہ بنو مت۔ خود ہی تو بڑے اسٹائل سے دریافت کر رہی تھیں' ابھی تک ناراض ہیں آپ۔'' حارث نے اس کی نقل اتاری۔

''نقلیں اتارنے میں تو آپ ماہر ہیں اور پتا ہے' نقل کون اتارتا ہے؟''

''بھلا کون؟'' بڑی لگاوٹ سے پوچھا گیا۔

''بندر۔'' کھٹاک سے فون بند کر دیا گیا۔ حارث ہونق بنا ریسیور کو گھورتا رہ گیا تھا۔

❖❖❖

کوئی اپنے دل کی بھڑاس بآواز بلند نکال رہا تھا۔

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

بھانت بھانت کی بولیاں مختلف النسل لوگ، چلا چلا کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنے والے۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ بھی چیخ چیخ کر اپنے دلی جذبات کا ظہار کرے۔ اپنے دل کا غبار لفظوں کے ذریعے اس فضا میں منتقل کردے۔ اسے انگلینڈ آئے ہوئے تین چار ماہ ہوگئے تھے مگر وہ اپنے آپ کو یہاں ایڈجسٹ کرنے میں ناکام رہا تھا۔ اس کا دل تو وہیں پاکستان میں اٹکا ہوا تھا کتنی حسین یادیں وابستہ تھیں پاکستان سے۔ اپنے کرچی کرچی وجود کو سمیٹتے سمیٹتے وہ تھکنے لگا تھا۔ اس نے شدت کرب سے لب بھینچ لئے اور یادوں میں کھو گیا۔

❖❖❖

''کہاں کی تیاری ہے برخوردار؟'' وہ کی رنگ گھماتا باہر جارہا تھا کہ شہاب مصطفیٰ نے پوچھا۔ اس کے بڑھتے قدم وہیں تھم گئے۔

''وہ...... بابا...... چچا کی طرف جارہا تھا۔''

''میاں صاحبزادے! یہ آپ نے آج کل چچا کے گھر آنا جانا کچھ زیادہ نہیں کردیا؟''

''جانے وہاں کون سے ہیرے جواہرات جڑے ہیں جن کی کشش اسے ہر دوسرے دن وہاں کھینچ لے جاتی ہے۔'' رابعہ نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ وہ شہاب کا آخری جملہ سن چکی تھیں۔

''امی! آپ کو کیا معلوم وہاں کیا ہے۔'' وہ بڑبڑایا۔

''او کے۔''

''آپ دیکھ رہے ہیں، اپنے سپوت کے رنگ ڈھنگ۔''

''کیا مطلب؟''

''اب مطلب بھی میں ہی سمجھاؤں۔'' وہ نخوت سے بولیں۔ ''آپ کے لاڈلے کا روز روز چچا کے گھر جانا مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا۔''

''بھئی، اپنے چچا کے گھر جاتا ہے۔ آپ کو کیوں پسند نہیں ہے اس کا وہاں جانا؟'' شہاب مصطفیٰ شروع سے ہی ٹھنڈے مزاج کے آدمی تھے، جبکہ بیگم ان کو آتشی مزاج کی ملی تھیں۔

''معلوم ہے مجھے کہ صفیہ میرے ہیرے جیسے بیٹے کو پھانس کر اپنی بیٹی ہمارے سر تھوپنا چاہتی ہے۔ مگر میں کہے دے رہی ہوں کہ میرے جیتے جی ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔'' وہ دھم دھم کرتی چلی گئیں۔ شہاب مصطفیٰ سوچ میں پڑ گئے۔

❖❖❖

پھوپو عالیہ کی بات طے ہوگئی تھی، اسی وجہ سے وہاب ہاؤس میں رونقیں جاگ اٹھی تھیں۔ مصطفیٰ صاحب کا تعلق کھاتے پیتے گھرانے سے تھا۔ شروع سے ہی ان کا رجحان بزنس کی طرف تھا۔ انہوں نے دن رات ایک کرکے بزنس کی فیلڈ میں اپنا نام بنایا تھا۔ ان کے چار بچے تھے۔ سب سے بڑے شہاب مصطفیٰ جن کا صرف ایک بیٹا حارث تھا۔ دوسرے نمبر پر وہاب مصطفیٰ تھے جن کی دو بیٹیاں ماہین اور رامین اور ایک بیٹا عاطف تھا۔ تیسرے نمبر پر عالیہ تھیں۔ شکل وصورت کی ذرا واجبی سی تھیں۔ اب بتیس برس کی عمر میں ان کے لیے ظہیر بیگ کا رشتہ آیا جو فوراً قبول کرلیا گیا۔ ظہیر دبئی میں مقیم تھے۔ اگرچہ تعلیم میں عالیہ سے کم تھے مگر بے حد سلجھے ہوئے اور باوقار انسان تھے۔ اسی لیے جھٹ منگنی پٹ بیاہ والا کام ہوا تھا۔ جب سے ڈیٹ فکس ہوئی تھی، حارث کا زیادہ تر وقت ''وہاب ہاؤس'' میں گزرتا تھا۔

❖❖❖

''مس ولیم۔ یہ دونوں لیٹرز فوراً ٹائپ کرکے پوسٹ کریں اور ''ڈیوڈز'' سے جو کنٹریکٹ سائن کروایا تھا، اس کی فائل مجھے بھجوادیجئے۔'' حارث نے بڑی شستہ انگریزی میں سیکریٹری سے کہا۔ مس ولیم کے جانے کے بعد وہ چند اہم کاغذات دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد عثمان حیدر اندر داخل ہوئے۔

''ہیلو مائی سن۔ کیا ہورہا ہے؟''

''السلام علیکم!'' وہ اپنی سیٹ پر سے کھڑا ہوگیا۔

''وعلیکم السلام۔ سناؤ، نئے کنٹریکٹ کا کیا بنا؟''

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

''کنٹریکٹ تو سائن ہو چکا ہے۔ ''ڈیوڈز'' والوں نے فی الحال پانچ ملین پاؤنڈز کے مال کا آرڈر دیا ہے۔ مال اگر انہیں اچھا لگا تو مزید پانچ ملین پاؤنڈز کا مال خریدیں گے۔'' وہ تفصیلات بتانے لگا۔

''ایکسیلنٹ مائی سن۔ میں بہت خوش ہوں۔تم نے تو حقیقی بیٹوں سے بھی بڑھ کر میرا ہاتھ بٹایا ہے۔ جب سے تم نے کاروبار سنبھالا ہے' بزنس میں دس گنا اضافہ ہوا ہے۔'' وہ محض پھیکی سی ہنسی ہنس دیا۔

''عیشا کیسی ہے؟'' عیشا کے ذکر پر وہ آزردہ ہو گئے۔

''جی۔ٹھیک ہے۔'' مختصر جواب دیا۔

''تم آج رات کا ڈنر ہماری طرف کرنا۔ عیشا کو ضرور ساتھ لے کر آنا۔اسے سمجھاؤ کہ والدین سے اس طرح ناراض نہیں ہوا کرتے۔'' عثمان حیدر اٹھ کھڑے ہوئے۔ان کے جانے کے بعد وہ کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر بیٹھ گیا۔کیا سوچا تھا اور کیا ہو گیا تھا۔تقدیر پر واقعی کسی کا زور نہیں چل سکتا۔ وہ ایک سرد آہ بھر کر دوبارہ فائلوں میں سر گھسا کر بیٹھ گیا۔

آفس سے گھر پہنچا تو اتفاق سے عیشا گھر پر ہی تھی۔ وہ شاور لے کر فریش ہو گیا۔ لنچ وہ نہیں کرتا تھا' شام کی چائے لازمی پیتا تھا۔اپنے لیے چائے بنا کر وہ لاؤنج میں ہی چلا آیا' جہاں عیشا بیٹھی کوئی موو ی دیکھ رہی تھی۔ وہ اس سے کچھ فاصلے پر صوفے پر بیٹھ گیا۔ عیشا نے ایک ناگوار سی نظر اس پر ڈالی اور پھر سے ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گئی۔

''تم تیار ہو جانا۔ آج ماموں کی طرف ڈنر ہے۔'' اس نے چائے کا سپ لیتے ہوئے کہا۔عیشا سنی ان سنی کر گئی۔ اسے شدید غصہ آیا۔ بازو سے پکڑ کر رخ اپنی طرف کیا۔

''میں نے کچھ کہا ہے۔کیا سنائی نہیں دیتا؟''

''چھوڑو مجھے۔'' اس نے بازو چھڑانا چاہا مگر گرفت مضبوط تھی۔

''آٹھ بجے تیار رہنا۔ آٹھ بجے کا مطلب ہے' سات بج کر ساٹھ منٹ۔سمجھیں؟'' وہ اس کا بازو ایک جھٹکے سے چھوڑتے ہوئے اٹھا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

''تم ابھی تک تیار نہیں ہوئیں؟'' پونے آٹھ ہو رہے تھے اور وہ اسی عام سے حلیے میں بیٹھی تھی۔

''میں نہیں جا رہی۔'' وہ اکھڑ لہجے میں بولی۔

''تمہارے باپ کا گھر ہے' وہ۔''

''میں ان سے ملنا نہیں چاہتی' مجھے چڑ ہے والدین سے۔'' وہ چلائی۔

''عیشا! کیوں کر رہی ہو تم ایسا؟'' وہ پہلی بار اس سے نرمی سے بات کر رہا تھا۔

''کیا تمہیں نہیں معلوم؟'' وہ اس کی آنکھوں میں گھورتے ہوئے بولی۔

''اگر میں کہوں نہیں تو......؟''

''پھر اس کا جواب اپنے ماموں سے لو۔'' وہ یہ کہہ کر اپنے کمرے میں بند ہو چکی تھی۔

جانتا ہوں عیشا حیدر' ظلم صرف تمہارے ساتھ ہی نہیں' میرے ساتھ بھی ہوا ہے اور اس ظلم کا شکار ایک اور بے گناہ ہستی بھی ہوئی ہے۔وہ محض سوچ کر رہ گیا۔

❖❖❖

عالیہ پھوپو شادی کے دوسرے دن ہی دبئی روانہ ہو گئیں۔ اتنے دنوں سے جاری ہنگامے سرد پڑے تو گھر میں گویا ویرانی چھا گئی۔ حارث کا ایم بی اے کا فائنل سمسٹر تھا۔ ایگزامز کی وجہ سے وہاب ہاؤس بھی نہ جاسکا۔ ایگزامز دے کر فارغ ہوا تو شہاب مصطفیٰ کے ساتھ آفس جانے لگا۔ مصروفیت بڑھی تو وہاب ہاؤس جانا خود بخود کم ہو گیا۔ رابعہ تو اس صورت حال سے بے حد مطمئن تھیں۔ وہ بھلا کب چاہتی تھیں کہ حارث وہاں جائے۔ بالا ہی بالا وہ حارث کا رشتہ اپنی بھتیجی کے ساتھ طے کر چکی تھیں۔

❖❖❖

Scanned with CamScanner

عیشا کافی دیر سے اسے پیکنگ کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ زیادہ لمبی چوڑی پیکنگ تو نہیں تھی مگر پھر بھی سامان سے لگ رہا تھا کہ وہ کم از کم ایک ہفتے کے لیے کہیں جا رہا تھا۔ اسے جانے کیوں تجسس ہونے لگا۔ وہ لاؤنج میں صوفے پر کمبل میں لپٹی کافی کے ساتھ ساتھ مووی بھی انجوائے کر رہی تھی۔ اس کے کمرے کا دروازہ کھلا ہونے کی وجہ سے وہ بخوبی اس کی حرکات و سکنات دیکھ سکتی تھی۔ پیکنگ مکمل کرنے کے بعد اس نے سوٹ کیس ایک طرف رکھا اور پھر دروازہ بند کر دیا۔

صبح عیشا کافی دیر تک سوتی رہی تھی۔ وہ دانستہ کچھ دیر اس کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا۔ فلائٹ کا وقت قریب آ رہا تھا' وہ چلا گیا' بنا کوئی میسج چھوڑے۔ عیشا کی آنکھ فون بجنے پر کھلی۔ دوپہر کا ایک بج رہا تھا۔

''اوہ! میں اتنی دیر سوتی رہی۔'' وہ ہڑبڑا کر اٹھی تھی۔ ''آج تو آفس میں میٹنگ تھی۔'' وہ نئے سرے سے پریشان ہوگئی۔ اتنی اہم میٹنگ چھوڑنے کا مطلب تھا' جاب سے چھٹی۔ وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ کافی دیر یونہی گزر گئی۔ منہ ہاتھ دھونے کے بعد وہ کچن میں چلی آئی۔ ''اف!'' وہ بے ترتیبی دیکھ کر جل کر رہ گئی۔ یقیناً موصوف جا چکے ہیں۔ اتنا نہ ہوا کہ مجھے اٹھا دیتے۔ وہ سوچتے ہوئے کچن کاؤنٹر پر بکھرے برتن سمیٹنے لگی۔ وہ چار پانچ ماہ سے انگلینڈ میں تھا اور شروع دن سے اپنے کام خود کرتا تھا۔ مگر کام میں بے ترتیبی بہت تھی۔ ناشتا بناتا تو گویا احسان کرتا۔ انڈے کے چھلکے کاؤنٹر پر کافی کے خالی مگ کے ساتھ پڑے ہوتے۔ ڈبل روٹی کے بچے ہوئے کنارے' بچا ہوا انڈہ' چیز کی بوتل پر سے اترا ہوا ڈھکن' عیشا کو سخت الجھن ہوتی۔ وہ صفائی پسند تھی اس لیے جلتے بھنتے کچن صاف کر دیتی کہ یہ ''مشترکہ'' تھا۔ ہاں البتہ شروع دن سے آج تک وہ اس کے بیڈ روم میں نہیں گئی تھی۔ کچن کی حالت دیکھ کر اسے اس کے بیڈ روم کی حالت کا بھی اندازہ ہو چکا تھا۔ وہ دونوں اپنے اپنے کپڑے لانڈری سے ہی دھلوایا کرتے تھے۔

وہ جانے کہاں گیا ہے؟ خیر مجھے کیا۔ اس نے زور سے سر جھٹکا۔

❖❖❖

اسے دو دن ہوگئے تھے' پیرس آئے ہوئے۔ وہ اس وقت بھی شانزے لیزے پر بے مقصد گھوم رہا تھا۔

''کیسی بے مقصد سی ہو کر رہ گئی ہے زندگی۔'' اس نے ایفل ٹاور پر نظریں جماتے ہوئے سوچا۔ جانے کتنے ہی لمحے وہ یونہی کھڑا رہا۔

''ہیلو! اینی پرابلم؟'' دلکش آواز پر وہ چونکا۔ بلونڈ بالوں اور سرمئی آنکھوں والی وہ لڑکی اسی سے مخاطب تھی۔

''[illegible]۔''

''[illegible]۔''

''یا [illegible]'' وہ دھیرے سے مسکرایا۔

''آئی ایم سینیکا۔'' اس نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا' جو اس نے دھیرے سے تھام لیا۔

''نعمان...... حارث نعمان مصطفیٰ۔''

''ایشین؟'' سینیکا کے پوچھنے پر اس نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا۔ ''پاکستانی۔''

''آئی سی۔'' وہ مسکرائی۔

''آپ میرے ساتھ کافی پینا پسند کریں گے؟'' سینیکا نے آفر دی۔ حارث نے ایک نظر رسٹ واچ پر ڈالی۔

''نو۔ تھینکس۔'' وہ مسکرایا۔

''کیوں؟''

''ایکچوئیلی مجھے ضروری کام سے جانا ہے۔''

''اوکے۔ پھر کل تو ملاقات ہو سکتی ہے؟''

''اوہ شیور۔ اینی ٹائم۔''

''اوکے۔'' وہ ہاتھ ہلاتی چلی گئی۔

دوسرے دن وہ دونوں ایک کافی شاپ میں موجود تھے۔

''تم یہیں پیرس میں ہوتے ہو؟'' وہ کافی کا سپ

bigestlibrary.com

Scanned with CamScanner

لیتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

''نہیں۔لندن میں ہوتا ہوں۔''

''کیا کرتے ہو؟''

''بزنس۔اسی سلسلے میں یہاں آیا ہوں۔''

''بہت اداس لگ رہے ہو۔'' وہ اس کی آنکھوں میں تیرتی اداسی کو جانچتے ہوئے بولی۔

''ہاہ۔'' وہ سرد آہ بھر کا کافی کے مگ کو گھورنے لگا۔

''دکھ اور سکھ زندگی کا حصہ ہوتے ہیں۔''

''کوئی بڑا دکھ......؟''

''نہیں۔ایسی کوئی بات نہیں ہے۔'' وہ مگ کے کنارے پر انگلی پھیرتے ہوئے بولا۔''تم بتاؤ۔تم کیا کرتی ہو؟''

''فرسٹ ٹائم پڑھتی ہوں اور سیکنڈ ٹائم جاب کرتی ہوں۔''

''تمہارے پیرنٹس؟''

''فادر کی ڈیتھ ہوچکی ہے۔ مام اپنے ہزبینڈ کے ساتھ یہیں پیرس میں ہوتی ہیں۔'' وہ ذرا کی ذرا دلگرفتہ ہوئی' پھر اس سے پوچھنے لگی۔

''آر یو میرڈ؟'' اس کا سر نہ چاہتے ہوئے بھی اثبات میں ہل گیا۔

''تمہاری بیوی؟''

''لندن میں ہے۔''

''ساتھ نہیں لائے؟''

''میں نے بتایا ناں' یہ بزنس ٹور ہے۔ ویسے بھی......چھوڑو۔'' وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

''کیا بات ہے۔مجھے نہیں بتاؤ گے؟'' وہ مخلصانہ انداز میں دریافت کرنے لگی۔

''دراصل وہ میرے ساتھ کہیں جانا پسند نہیں کرتی۔''

''کیا وہ تم سے محبت نہیں کرتی؟''

''شاید نہیں۔'' وہ زخم خوردہ انداز میں مسکرایا۔

''اور تم؟''

''شاید نہیں۔''

''پھر تم لوگ اکٹھے کیسے رہ رہے ہو؟'' وہ بے حد حیران ہوئی تھی۔

''پاکستانی جو ٹھہرے۔'' وہ ہلکے پھلکے انداز میں مسکرایا۔

''وری اسٹرینج۔تم لوگ ایک دوسرے سے محبت نہیں کرتے مگر پھر بھی ساتھ ساتھ رہ رہے ہو' جبکہ میرے پیرنٹس کی تو لو میرج تھی مگر میری ماں نے صرف اس لیے میرے باپ کو طلاق دے دی کیوں کہ میرا باپ مزید اولاد چاہتا تھا' جبکہ میری ماں......'' وہ استہزائیہ انداز میں ہنسی۔''خیر چھوڑو۔میں بھی کیا باتیں لے کر بیٹھ گئی۔ویسے مجھے تم سے مل کر خوشی ہوئی ہے۔''

''سیم ہیئر۔'' وہ مسکرایا۔

''کیا ہم دوبارہ مل سکتے ہیں؟'' وہ بڑی آس سے پوچھ رہی تھی۔

''وائے ناٹ۔''

''فرینڈز!'' سیفیکا نے اپنا مخروطی ہاتھ حارث کی طرف بڑھایا' جسے اس نے سہولت سے تھام لیا۔

❖❖❖

''حارث! کہاں جا رہے ہو؟'' وہ باہر کی طرف جارہا تھا کہ رابعہ نے پوچھا۔

''وہ......امی......کام سے جارہا تھا۔''

''چچا کے گھر کون سا کام ہے؟''

''وہ ...... امی......'' وہ یوں گڑبڑایا' جیسے چوری پکڑی گئی ہو۔

''تم جانتے ہو' مجھے تمہارا روز روز وہاں جانا پسند نہیں ہے۔''

''امی۔امی فار گاڈ سیک......میرے چچا کا گھر ہے وہ۔''

''وہاں وہ غاصب عورت رہتی ہے جس نے میری معصوم بہن کی خوشیاں چھین لیں۔'' ان کے لہجے میں نفرت کا زہر تھا۔

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

''امی! آپ آخر سمجھتی کیوں نہیں ہیں کہ رشتے آسمانوں پر طے ہوتے ہیں۔ انسان اب تقدیر کا رخ تو نہیں بدل سکتا۔''

''انسان چاہے تو تدبیر سے تقدیر کا رخ موڑ سکتا ہے۔ اگر وہ ڈائن وہاب اور ناجیہ کے درمیان نہ آتی تو......''

''امی پلیز۔ بھول جائیں سب کچھ۔''

''جسم کے گھاؤ تو بھر جاتے ہیں مگر دل کے گھاؤ روح کا ناسور بن جاتے ہیں۔ آہ...... میری معصوم بہن۔ وہاب کو کسی اور کا ہوتا نہ دیکھ سکی اور اپنی جان پر کھیل گئی۔'' وہ رونے لگیں۔

''امی۔ پلیز۔ چپ ہو جائیں۔ اس بات کو چوبیس سال ہو چکے ہیں۔'' وہ انہیں دلاسا دینے لگا۔

''چھوڑو اس ذکر کو۔'' وہ آنسو پونچھنے لگیں۔ ''کل بھائی جی کا فون آیا تھا۔ وہ نکاح کرنا چاہ رہے ہیں۔''

''نکاح؟ مگر کس کا؟'' اس کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔

''اتنے بھولے مت بنو۔ تمہارا اور کس کا۔''

''مم...... میرا...... مگر کیوں اور کس سے؟'' وہ بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

''شادی نہیں کرنی۔ کیا یونہی ساری عمر کنوارہ رہنے کا ارادہ ہے؟''

''امی! آپ جانتی ہیں کہ میں ماہین سے......''

''مت نام لو اس کا۔''

''امی آپ کی دشمنی چچی سے ہے۔ اس میں ماہین کا کیا قصور؟''

''اس کا قصور یہ ہے کہ وہ اس غاصب عورت کی بیٹی ہے۔ میں اپنے جیتے جی اس لڑکی کا وجود اپنے گھر میں برداشت نہیں کر سکتی۔''

''تو پھر سن لیں، میں بھی ماہین کے علاوہ کسی اور سے شادی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ماہین نہیں تو کوئی نہیں۔''

وہ یہ کہہ کر باہر نکل گیا۔ رابعہ غصے سے سر جھٹک کر رہ گئیں۔ وہ یونہی بے مقصد سڑکوں پر گاڑی دوڑاتا رہا۔ ماہین کے علاوہ اس نے کبھی کسی لڑکی کے بارے میں سوچا تک نہیں تھا۔ کالج اور یونیورسٹی میں کتنی ہی لڑکیاں اس کے گرد بھونرے کی مانند منڈلایا کرتی تھیں۔ وہ خوبرو تھا، دولت مند تھا، ذہین تھا، کوئی کمی نہیں تھی اس میں۔ اپنے ہم عمر لوگوں میں ہمیشہ ہی ممتاز رہا تھا۔ ماہین بہت حسین تو نہیں تھی مگر پرکشش لڑکی تھی۔ حارث کو شکل وصورت سے زیادہ اس کی حیا، سادگی اور ذہانت نے متاثر کیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ رابعہ کی صفیہ سے نہیں بنتی مگر وہ مطمئن تھا کہ اپنے اکلوتے ہونے کا فائدہ اٹھا کر ماں کو منا لے گا۔ شہاب مصطفیٰ کا ووٹ تو شروع سے ہی اس کے حق میں تھا۔ مگر اب رابعہ کی ہٹ دھرمی اور ضد اس کے ہوش اڑائے دے رہی تھی۔ رات گئے وہ واپس لوٹا۔ دو تین روز تو مکمل خاموشی میں گزر گئے۔ رابعہ کی یہ خاموشی اسے بڑی پراسرار لگ رہی تھی۔

❖❖❖

''تم جا رہے ہو؟'' سینیکا نے پوچھا۔

''ہاں جانا تو مجھے ہے۔''

''پھر آؤ گے؟''

''معلوم نہیں۔'' وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔

''میں تمہارے لیے دعا کروں گی۔ تم بھی میرے لیے دعا کرنا۔''

''دعا؟ مگر کس لیے؟''

''یہی کہ تمہاری بیوی تم سے محبت کرنے لگے۔''

''اچھا۔'' وہ پھیکی سی ہنسی ہنس دیا۔ ''اور تمہارے لیے کیا دعا کروں؟''

''یہی کہ مجھے میری محبت مل جائے۔''

''یہاں کسی کو محبت ملی ہے کبھی؟'' وہ استہزائیہ انداز میں ہنسا۔

''یہ تم میری طرف سے اپنی بیوی کو دے دینا۔'' سینیکا نے ایک پیکٹ اس کی طرف بڑھایا۔

''تم جس سے ملیں نہیں وہ......''

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

''یہ اس خوش قسمت لڑکی کے لیے ہے جس کا شوہر تمہارے جیسا ہے۔'' وہ ایک ہفتے سے روزانہ اکٹھے ہی ڈنر کرتے تھے۔ اس تمام عرصے میں سینیکا بری طرح اس سے متاثر ہوچکی تھی۔ گورے چٹے یورپی مرد اسے پھیکے شلجم کی طرح لگتے تھے اور اب اس نے حارث کی صورت میں مجسم مردانہ حسن دیکھا تھا۔ ظاہری خوب صورتی کے ساتھ ساتھ وہ اس کی باطنی خوبیوں کی بھی معترف ہوگئی تھی اور اس کی بلند کرداری کی قائل ہوگئی تھی۔

''اور یہ تمہارے لیے ہے۔'' سینیکا نے ایک اور پیکٹ اس کی طرف بڑھایا۔

''تھینکس۔'' اس نے وہ پیکٹ تھام لیا۔

''سنو، اپنا کنٹریکٹ نمبر تو دیتے جاؤ۔''

''شیور۔'' اس نے اپنا کارڈ اس کی طرف بڑھایا۔ فلائٹ کا وقت ہوچلا تھا۔ وہ اسے گڈ بائے وش کرتا چلا گیا۔ سینیکا نے ایک نظر ہاتھ میں پکڑے کارڈ پر ڈالی۔

''حارث نعمان مصطفیٰ۔'' وہ زیر لب بڑبڑائی۔

ایئرپورٹ سے سیدھا وہ اپنے اپارٹمنٹ کی طرف گیا تھا۔ گھر پہنچتے ہی عثمان حیدر کو فون کیا۔ وہ جس پارٹی سے ڈیلنگ کے لئے گیا تھا' وہ بے حد کامیاب رہی تھی۔ عیشا گھر پر ہی تھی۔ اندر آتے ہوئے اس سے سامنا ہوا تھا۔ اس کے سپاٹ چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ اور بھی دلگرفتہ ہوگیا تھا۔ شاور لے کر فریش ہوا تو کافی کی شدید طلب ہورہی تھی مگر اپنے لیے اٹھ کر کافی بنانا اسے عذاب لگ رہا تھا۔ وہ بادل ناخواستہ کچن کی طرف چلا آیا۔ عیشا وہاں پہلے سے موجود تھی۔ وہ اپنے لیے کافی بنارہی تھی' ساتھ میں دو سینڈوچ بنائے۔ حارث کچن کے دروازے کے بیچوں بیچ کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ ایک دو بار تو عیشا اس کے اس طرح دیکھنے پر گڑبڑائی مگر پھر خود کو بے نیاز ظاہر کرنے لگی۔ وہ کچن کاؤنٹر پر کافی کا مگ اور سینڈوچز کی پلیٹ رکھ کر فریج کی طرف مڑی۔ اچانک ہی حارث کے ذہن میں شرارت اتر آئی۔ اس نے عیشا کا مگ اٹھالیا۔ عیشا واپس پلٹی تو حیرت کی شدت سے اس کے چہرے کے تاثرات بگڑ گئے۔ وہ بڑے مزے سے اس کی بنائی ہوئی کافی پی رہا تھا۔

''کیا تمہیں کسی نے مینرز نہیں سکھائے؟''

''کیا کافی پینا مینرز کے خلاف ہے؟'' وہ بڑے مزے سے سپ لیتے ہوئے بولا۔ پچھلے چار پانچ ماہ سے اس پر جو قنوطیت طاری تھی۔ اس کا خول اب چٹخنے لگا تھا۔

''کافی پینا نہیں مگر کسی کی کافی بلا اجازت پینا مینرز کے خلاف ہے۔''

''اوہو۔ یہ تو مجھے معلوم ہی نہیں تھا۔ اچھا یہ لو۔ تم اپنی کافی واپس لے لو۔'' اس نے کافی کا مگ عیشا کی طرف بڑھایا۔ عیشا ہچکچائی۔ وہ کافی کے دو چار سپ لے چکا تھا۔ اب اس کا جھوٹا پینا اسے گوارا نہیں تھا۔

''لوناں۔ اب کھڑی کیوں ہو؟''

''اونہہ!'' وہ پیر پٹختے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ حارث کو اپنے باپ کی موت والا دن بری طرح یاد آ گیا تھا۔ اس کے ساتھ کیا واقعہ گزرا تھا۔ فلم کی طرح ذہن کے اسکرین پر ابھر آیا۔

❖❖❖

مسلسل چھ گھنٹوں سے شہاب مصطفیٰ آئی سی یو میں تھے۔ انہیں دل کا شدید دورہ پڑا تھا۔ حارث کے اعصاب تھکنے لگے تھے۔ شام کو وہ اور شہاب مصطفیٰ کتنے اچھے موڈ میں بیٹھے تھے کہ آن کی آن میں سارا منظر تلپٹ ہوکر رہ گیا۔ شہاب مصطفیٰ دل پر ہاتھ رکھے ایک طرف کو لڑھک گئے تھے' جبکہ حارث بے یقینی کی سی کیفیت میں کارڈلیس تھامے کھڑا تھا۔ فیکٹری میں شارٹ سرکٹ کی وجہ سے آگ لگ گئی تھی۔ کروڑوں کی مشینری اور ملحقہ گوداموں میں موجود کروڑوں کا مال جل کر راکھ ہوگیا تھا۔ اپنے خون پسینے کی کمائی کا راکھ ہونا وہ برداشت نہ کرپائے تھے۔ حارث بمشکل اپنے آنسو ضبط کیے ہوئے تھا۔ وگرنہ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

چیخ چیخ کر پورا اسپتال سر پر اٹھالے۔ رابعہ کی حالت بہت بری تھی۔ وہاب مصطفیٰ اور صفیہ انہیں تسلی دے رہے تھے۔ دو دن اسی پریشانی میں گزر گئے۔

''حارث۔ تم اب گھر جاؤ۔ دو دن سے یہاں ہو'' وہاب نے کہا۔

''نہیں چچا جان۔ میں ٹھیک ہوں۔''

''بھابی کو آرام کی ضرورت ہے بیٹا۔''

''اوکے۔'' وہ بڑی مشکل سے رابعہ کو گھر لایا ورنہ وہ تو آنے کو تیار ہی نہ تھیں۔ رابعہ کو اس نے چائے کے ساتھ نیند کی گولیاں دے دیں اور خود اپنے کمرے میں چلا آیا۔ کافی دیر وہ آئینے کے سامنے کھڑا رہا۔ دو دن سے اس نے شیو نہیں بنائی تھی۔ لباس بھی ملگجا سا ہو رہا تھا۔ پریشانی سی پریشانی تھی۔ ایک طرف باپ کی زندگی کے لالے پڑے تھے تو دوسری طرف کروڑوں کا کاروبار تباہ ہوگیا تھا۔ وہ گویا بالکل کنگال ہوکر رہ گیا تھا۔

اس نے شاور لے کر لباس تبدیل کیا اور اسپتال چلا آیا مگر یہ کیسی قیامت تھی کہ وہ باپ جس نے انگلی پکڑ کر اسے چلنا سکھایا تھا' آج اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ جانے کتنے ہی لمحے وہ ایک ٹک شہاب مصطفیٰ کے سرد وجود کو دیکھتا رہا تھا۔ پھر ایک دم وہاب مصطفیٰ کے کندھے پر سر رکھ کر بچوں کی طرح بلکنے لگا۔ اس کا دوستوں جیسا شفیق باپ' اسے زمانے کے سرد و گرم سہنے کے لیے تنہا چھوڑ گیا تھا۔ رابعہ کو سکتہ ہوگیا تھا۔ وہ آنکھیں کھولے سامنے دیوار پر لگی شہاب کی تصویر کو گھورے جا رہی تھیں۔ گھر میں لوگ جمع تھے۔ ہر کوئی افسوس کر رہا تھا۔ حارث کی اپنی حالت قابلِ رحم تھی۔ جنازہ کب کا جا چکا تھا۔ وہ اپنے عزیز از جان باپ کو سپردِ خاک کر کے لوٹا تو بے حد ٹوٹا ہوا تھا۔ اپنے آپ کو وہ کھلی دھوپ تلے دیکھ رہا تھا۔

''حارث! بھابی کو کسی طرح رلاؤ ورنہ ان کا نروس بریک ڈاؤن ہوجائے گا۔'' وہاب مصطفیٰ کے کہنے پر وہ رابعہ کے قریب بیٹھ گیا۔

''امی! امی' ہوش میں آیئے۔ دیکھیئے کیسی قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔ خدا کے لیے امی روئیں۔ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرلیں۔'' وہ انہیں جھنجوڑتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''امی! آپ روتی کیوں نہیں ہیں؟'' وہ چلایا۔ رابعہ کو کندھوں سے تھام کر دو تین بار جھٹکا دیا۔ جواباً رابعہ کی سسکی ابھری۔ دوسرے ہی پل وہ حارث کے سینے سے لگی بے تحاشا رو رہی تھیں۔ حارث ماں کو سینے سے لگائے خود بھی دلگرفتہ ہو رہا تھا۔ شدتِ ضبط سے اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

''میں تنہا رہ گئی حارث۔ میں بے آسرا ہوگئی۔'' وہ روتے روتے چلائیں۔ یہ منظر دیکھ کر ہر آنکھ اشک بار ہوگئی تھی۔

❖❖❖

عیشا کی فرینڈ کا برتھ ڈے تھا۔ وہ اپنے کمرے میں تیار ہو رہی تھی' جب حارث دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ عیشا کو حیرت ہوئی اور غصہ بھی آیا۔ وہ پہلی بار اس طرح اس کے کمرے میں آیا تھا۔ وہ دیکھ رہی تھی' چند دنوں سے وہ بڑا بدلا بدلا سا تھا۔ بات بے بات مسکرانے لگتا تھا۔ حارث نے ایک بھرپور نگاہ عیشا پر ڈالی۔ وائٹ نیٹ کی میکسی میں وہ موم کی گڑیا لگ رہی تھی۔ بے حد سوفٹ میک اپ میں وہ غضب ڈھا رہی تھی۔

''کسی کے کمرے میں آنے سے پہلے ناک کیا جاتا ہے۔'' وہ ناگواری سے بولی۔

''میں ''کسی'' کے نہیں' اپنی بیوی کے کمرے میں آیا ہوں۔'' وہ صوفے پر ایزی ہوکر بیٹھ گئی۔

''میں تمہاری بیوی نہیں ہوں۔'' اس نے بگڑ کر کہا۔

''مائی ڈیئر وائف۔ یہ تلخ سہی مگر حقیقت ہے۔'' وہ مسکرایا۔ عیشا بے حد حسین تھی۔ اس کی یہ خوب صورتی اور نزاکت دھیرے دھیرے حارث کے دل پر اثر کرنے لگی تھی۔ وہ چار پانچ ماہ سے ساتھ رہ رہے تھے۔

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

انسیت پیدا ہونا لازمی امر تھا۔ بہر حال وہ مرد تھا اور اس حقیقت کو قبول کر چکا تھا کہ جوڑے واقعی آسمانوں پر بنتے ہیں۔

”کہیں جا رہی ہو کیا؟“

”میرے معاملات میں مداخلت کی ضرورت نہیں۔“

”یہ معاملات اب آپ کے ذاتی معاملات نہیں کیونکہ میں آپ کا شوہر ہوں‘ اور پوچھنے کا حق رکھتا ہوں۔“

”یہ پاکستان نہیں‘ انگلینڈ ہے۔“

”کیا غیروں کے ملک میں رہتے ہوئے اپنی قدروں کو بھول جانا چاہیئے؟“

”کون سی قدریں؟ عورت کو پیر کی جوتی سمجھنا خود کو برتر سمجھنا‘ بے جا پابندیاں عائد کرنا۔ یہی قدریں ہیں‘ تھرڈ کلاس پاکستانی مردوں کی۔“ وہ حقارت سے بولی۔

”عیشا۔“ وہ غرایا۔ ”تم حد سے بڑھ رہی ہو۔“

”مت غراؤ۔ میں کوئی عام سی پاکستانی لڑکی نہیں ہوں۔“

”ہا...... تو کیا تم برطانوی ہو؟“ وہ تمسخرانہ انداز میں ہنسا۔ ”یہ انگریز آج بھی ہمیں اپنا غلام سمجھتے ہیں‘ حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں‘ ہمیں۔ اور تم جیسے لوگ ان انگریزوں کی نقل کر کے سمجھتے ہو‘ بڑے مہذب ہو گئے ہو۔“

”مسٹر حارث نعمان مصطفیٰ! یہ لیکچر کسی اور کو سنانا۔“ وہ باہر کی طرف بڑھنے لگی تو حارث نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ اس نے چونک کر دیکھا۔ پھر ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا مگر گرفت مضبوط تھی۔

”یہ کیا بدتمیزی ہے؟“

”بدتمیزی‘ ہاہاہا۔“ اس نے ایک جاندار قہقہہ لگایا۔ ”ابھی تو میں نے کی ہی نہیں۔“

”اس فضول بکواس سے تم کیا ثابت کرنا چاہتے ہو مجھ پر۔ یہ جو چند دنوں سے ڈرامے کر رہے ہو تم‘ آخر اس سے تمہارا کیا مقصد ہے؟ تم کیا سمجھتے ہو میں تمہاری ان حرکتوں سے تم پر فریفتہ ہو جاؤں گی یا پکے ہوئے پھل کی طرح تمہاری گود میں آ گروں گی۔ اگر تم ایسا سمجھتے ہو تو یہ بھول ہے تمہاری۔ دل سے یہ خیال نکال دو کہ میں تم سے سمجھوتا کروں گی۔ میں اپنی زندگی اس طرح تباہ نہیں کر سکتی۔ میں نے چپ چاپ نکاح نامے پر دستخط کر دیئے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میں نے تمہارے اور ڈیڈ کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ میں اگر چاہوں تو آج ہی کورٹ میں جا کر طلاق کا دعویٰ دائر کر سکتی ہوں۔ میرے لیے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہاں کے قانون کے مطابق زبردستی کی شادی......“

”مت پڑھاؤ‘ مجھے یہاں کے قوانین۔ تم اس لائق ہی نہیں ہو کہ تم سے آرام سے بات کی جائے‘ جاؤ جو کرنا ہے کرلو۔ میں بھی دیکھتا ہوں‘ کتنا دم خم ہے تم میں۔“ وہ یہ کہہ کر چلا گیا۔ عیشا سر جھٹکتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گئی۔ مائیکل پہلے سے ہی گاڑی لیے کھڑا تھا۔

”عیشا۔ بہت دیر لگا دی؟“

”بس وہ اسٹوپڈ......“ وہ بس اتنا ہی کہہ سکی۔

”تم اس کو ڈائیورس کیوں نہیں دے دیتیں؟“

”بہت جلد میں کورٹ میں جاؤں گی۔“ وہ اتنا کہہ کر خاموش ہو گئی۔ ”اچھا‘ تم نے پھر کیا سوچا؟“

”کس بارے میں؟“

”مائیکل! تم نے کہا تھا‘ تم اسلام قبول کر لو گے۔“

”عیشا! محبت کرنے والوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔“

”مگر اس طرح ہم شادی نہیں کر سکتے۔“

”اوہ کم آن‘ عیشا! یہ مذہب وغیرہ وقیانوسی باتیں ہیں۔“ عیشا خاموش ہو رہی۔ مذہب سے زیادہ لگاؤ تو اسے بھی نہیں تھا۔ وہ صرف نام کی مسلمان تھی۔ نماز‘ قرآن کا اسے کچھ نہیں پتا تھا۔ صرف کلمہ گو ہونے کی وجہ سے وہ مسلمان کہلاتی تھی ورنہ اس کی ساری عادتیں

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

بدرجہ اتم گوروں سے ملتی تھیں۔ وہ مغربی لباس پہنتی تھی۔ اس کے بہت سے بوائے فرینڈز تھے۔ وہ اکثر اپنے فرینڈز کے ساتھ ڈانس پارٹیز اور کلبوں میں بھی جاتی تھی۔ اس کے فرینڈز اکثر اسے مذہب تبدیل کرنے کا مشورہ دیتے تھے کیونکہ بہرحال ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے وہ ان کے ساتھ آزادانہ میل جول رکھنے کی روادار نہیں تھی۔ وہ مشرق اور مغرب کا حسین امتزاج تھی۔ اس کی ماں انگریز تھی۔ وہ ہر طرح سے حسن کا شاہکار تھی۔ ایسا حسن جو دیکھنے والوں کو پہلی نظر میں گھائل کردے۔ اسے اپنے حسن کا احساس تھا اور اسی احساس نے اسے مغرور اور خودسر بنادیا تھا۔

''چلو ناں۔ کن سوچوں میں گم ہو؟''

''آں...... ہاں۔'' وہ چونکی۔

''عیشا پلیز' جلدی کرو' میں زیادہ انتظار نہیں کرسکتا۔'' مائیکل نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

''پلیز مائیکل۔ سمجھنے کی کوشش کرو' کچھ مسائل ہیں تھوڑا اور انتظار کرلو۔''

''کیسی پرابلمز۔ تم ابھی میرے ساتھ وکیل کے پاس چلو اور طلاق کا دعویٰ دائر کردو۔ تمہیں پہلی پیشی میں ہی اس سے علیحدگی مل جائے گی۔''

''جانتی ہوں۔ مگر......''

''افوہ۔ کیا اگر مگر۔ تم اس سے علیحدہ ہونا ہی نہیں چاہتیں۔'' وہ منہ پھلا کر رخ پھیر کر کھڑا ہوگیا۔

''اگر میں نے اس سے طلاق کورٹ کے ذریعے لی تو مجھے اپنے والد کی جائیداد سے دستبردار ہونا پڑے گا اور یہ سب کچھ اسے مل جائے گا جو مجھے کسی صورت قبول نہیں۔ ہاں اگر وہ خود مجھے طلاق دے دے تو پھر ساری جائیداد میری ہوگی۔ میں پوری کوشش کررہی ہوں کہ اسے خود سے متنفر کردوں تاکہ وہ خود ہی تنگ آ کر مجھے طلاق دے دے۔'' وہ وضاحت کرنے لگی۔ ''پلیز مائیکل! چیئر اپ ناؤ۔'' وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی۔ مائیکل مسکرادیا۔ عیشا نے ہنستے ہنستے سامنے دیکھا تو ایک لمحے کو وہ خاموش سی رہ گئی۔ حارث کسی لڑکی کے ساتھ تھا۔ اسے جانے کیوں یہ ہنستا مسکراتا حارث عجیب سا لگ رہا تھا اور وہ لڑکی...... اس نے سر جھٹکا۔ وہ قصداً حارث کی طرف سے رخ موڑ کر کھڑی ہوگئی۔ شاید حارث نے اسے دیکھا نہیں تھا۔ وہ اسی طرح نارمل سے انداز میں اس لڑکی سے باتیں کرتا ہوا اس کے پاس سے گزرتا چلا گیا۔

''اوکے مائیکل۔ میں اب چلتی ہوں۔''

''ابھی کہاں؟ ابھی تو میرے ساتھ لنچ کرنا تھا۔''

''سوری ڈیئر۔ آئی ایم ناٹ فیلنگ ویل۔ میں اس وقت گھر جانا چاہتی ہوں۔''

''ڈاکٹر......؟''

''اس کی ضرورت نہیں ہے۔''

''میں ڈراپ کردوں' تمہیں؟''

''پلیز۔ سو نائس آف یو۔''

''کم آن۔ اتنی لاپروا مت بنو۔'' وہ گاڑی کا لاک کھولتے ہوئے بولا۔

وہ لڑکی کون تھی؟ اس کا حارث کے ساتھ کیا رشتہ ہے؟ وہ انہی سوچوں میں گم تھی۔ یہ مجھے کیا ہورہا ہے۔ مجھے کیا وہ کوئی بھی ہو۔ میرا کیا تعلق اس سے۔ کیا میں جیلس ہورہی ہوں؟ اوہ نو۔ میں بھلا کیوں جیلس ہونے لگی۔ مگر وہ تھی کون؟ حلیے سے تو یورپی لگ رہی تھی۔ شٹ اپ عیشا! تم کیوں اتنا محسوس کررہی ہو۔ اس کی مرضی' جس کے ساتھ چاہے گھومے پھرے تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس نے بڑی سختی سے اپنے آپ کو ڈانٹا۔

وہ اپنے لیے سیلڈ بنارہی تھی' جب کلک کی آواز سماعت سے ٹکرائی۔ شوخ سی دھن پر سیٹی بجاتا ہوا وہ حارث ہی تھا۔ وہ بنا ادھر ادھر دیکھے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ آج اتنا خوش کیوں ہے؟ اسٹاپ اٹ عیشا۔ تمہیں اس سے کیا۔ اپنے کام سے کام رکھو۔ وہ پھر خود کو سرزنش کرنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد وہ جینز اور

ٹی شرٹ میں اندر سے برآمد ہوا اور ٹی وی آن کر کے بیٹھ گیا۔ عیشا لنچ کر چکی تھی۔ وہ ایسے ہی حارث سے کچھ فاصلے پر پڑے کاؤچ پر بیٹھ گئی۔ وہ بے حد خوش لگ رہا تھا۔ عیشا اس کی چہرے کو ایک ٹک دیکھے جا رہی تھی۔ شاید چہرے کے تاثرات سے اس کی خوشی کا گراف معلوم کرنا چاہ رہی تھی۔ حارث کی نظریں بدستور اسکرین پر جمی تھیں۔ آنکھ ترچھی کر کے وہ دیکھ چکا تھا کہ عیشا اسی کو دیکھ رہی ہے۔

''ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔ کیا بہت اسمارٹ لگ رہا ہوں؟'' وہ نظریں اسکرین پر مرکوز کیے ہوئے بولا تو عیشا نے شرمندہ ہو کر نظروں کا زاویہ بدلا۔ وہ اٹھ کر جانے لگی تو حارث نے نہ صرف ہاتھ پکڑ لیا بلکہ اسے اپنے برابر بھی بٹھا لیا۔ وہ ذرا سا سٹپٹائی۔

''دل کی بات زبان پر لے آنا ہی بہتر ہوتا کچھ پوچھنا چاہتی ہو؟'' وہ دوستانہ انداز میں پوچھا تھا۔ گزشتہ تلخی کا شائبہ تک نہ تھا۔

''نن ...... نہیں تو......'' وہ گڑبڑا گئی۔ حارث کی موجودگی پہلی بار اسے نروس کر رہی تھی۔

''سنو۔ اس لڑکے سے مت ملا کرو۔'' وہ دوبارہ سے ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

''کون؟ کس کی بات کر رہے ہو تم؟''

''وہی جس کے ساتھ آج تم کھڑی تھیں۔ وہی جو اس روز تمہیں پک کرنے آیا تھا۔'' وہ سنجیدہ ہو گیا۔

''تم کون ہوتے ہو مجھ پر......'' اس کا ازلی لہجہ عود کر آیا۔

''میں پابندیاں نہیں لگا رہا۔'' اس نے اس کی بات کاٹی۔ ''میں صرف تمہیں خبردار کر رہا ہوں۔''

''کس بات سے؟''

''یہی کہ وہ لڑکا ٹھیک نہیں ہے۔''

''تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ......''

''ہر بات بتانا ضروری نہیں ہوتا۔ بس میں نے کہا ناں، مجھے تمہارا اس لڑکے سے میل جول پسند نہیں ہے۔''

وہ اٹل لہجے میں بولا۔

''خود بھی تو لڑکیوں کے ساتھ گھومتے ہو۔ پھر مجھے کیوں منع کر رہے ہو؟'' وہ دل کی بات زبان پر لے آئی۔ حارث نے کچھ نہ سمجھ میں آنے والے انداز میں اسے دیکھا۔

''اتنے انجان مت بنو۔ وہی لڑکی جو آج تمہارے ساتھ تھی۔'' اگرچہ وہ مغرب میں پلی بڑھی تھی مگر روایتی مشرقی عورتوں والا حسد اس کے لہجے میں بول رہا تھا۔ حارث کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

''اس میں دانت نکالنے کی کون سی بات ہے؟'' وہ چڑ گئی۔

''تم جیلس ہو رہی ہو؟''

''جیلس! مائی فٹ۔'' وہ پیر پٹختی ہوئی چلی گئی۔ حارث محض مسکرا کر رہ گیا۔ اسے اپنی شادی سے پہلے کا زمانہ یاد آنے لگا۔ اسے یاد آیا کہ جب عیشا لندن سے پاکستان پہلی بار آئی تھی تو اسے گھمانے پھرانے کی ذمے داری خود بخود حارث کے سر آ پڑی تھی۔ حارث کو وہ خودسر اور مغرور لگی تھی۔

''تاریخی مقامات دیکھیں گی؟'' حارث نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے دریافت کیا تھا۔ عیشا کو آئے ہوئے دوسرا دن تھا۔

''اوہ نو۔ مجھے پرانی عمارتیں دیکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔''

''آئی سی۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ لاہور ایک تاریخی شہر ہے۔ یہاں تو قدم قدم پر تاریخی عمارات ہی دیکھنے کو ملیں گی۔''

''یہاں آپ کے پاکستان میں تو بڑی گرمی ہے۔ اٹس ٹو ہاٹ۔'' وہ گاڑی میں لگے ایئر کنڈیشنر کی کولنگ بڑھاتے ہوئے بولی۔

''میرا پاکستان! مادام، یہ پاکستان آپ کا بھی ہے۔''

''نو آئی ایم برٹش۔ میں انگلینڈ میں پیدا ہوئی اور

Digestlibrary.com
Scanned with CamScanner

وہیں کی نیشنلٹی ہے میرے پاس۔" حارث کو سخت کوفت ہو رہی تھی، اس مغرب زدہ لڑکی سے۔ اس نے گاڑی کا رخ ریستوران کی طرف موڑ دیا۔

"کیا لیں گی؟"

"کولڈ ڈرنک۔"

"او کے۔" وہ جا کر کولڈ ڈرنک کے ساتھ برگر بھی لے آیا۔ اس کی طرف برگر بڑھاتے ہوئے وہ رسمی سا مسکرایا۔ ماہین نے ایک دزدیدہ نظر اس پر ڈالی تھی اور باہر کی طرف بڑھ گئی تھی۔ وہ کچھ دیر پہلے ہی اپنی فرینڈ کے ساتھ یہاں آئی تھی۔ حارث کو ایک انجان لڑکی کے ساتھ دیکھ کر دل کو دھچکا لگا تھا۔ وہ مزید وہاں نہیں بیٹھ سکی تھی۔

"ڈیڈ، ہم واپس کب جائیں گے؟" وہ تیسری بار ہی عثمان حیدر سے پوچھ رہی تھی۔

"کیوں۔ کیا یہاں دل نہیں لگا؟ اتنی جلدی بور ہو گئی ہو۔" عثمان حیدر مسکرائے۔

"یہاں ہے ہی کیا۔ اتنی گرمی اور پھر بندہ اپنی مرضی سے باہر بھی نہیں جا سکتا۔ لوگ ایسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہیں، جیسے کبھی لڑکی دیکھی ہی نہ ہو۔"

"ایسا تو ہر جگہ ہوتا ہے اور بیٹا جی! اب سب لوگ تو ایک سے نہیں ہوتے ناں۔"

"بس مجھے نہیں پتا۔ میں واپس انگلینڈ جانا چاہتی ہوں۔"

"کیا راز و نیاز ہو رہے ہیں، باپ بیٹی میں۔" رابعہ اور آمنہ ادھر چلی آئیں۔

"آپ کی لاڈلی واپس جانے کی ضد کر رہی ہے۔"

"کیوں عیشا بیٹے، لاہور پسند نہیں آیا؟" رابعہ نے دلار سے کہا۔

"آنٹی! بس سو سو ہے۔ اچھا ہے مگر لندن جیسا تو نہیں۔"

"ہاں عثمان، یہاں تو بے حد گرمی ہے۔ اب بندہ سارا دن ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں تو نہیں رہ سکتا ناں۔ رابعہ آپا! میرا خیال ہے فنکشن، سنڈے کے بجائے جمعرات کو رکھ لیتے ہیں۔" آمنہ شوہر اور نند دونوں سے مخاطب تھیں۔

"ہائے سچ۔ تم نے تو میرے منہ کی بات چھین لی۔" رابعہ کو اپنی اس گوری چٹی بلونڈ بالوں والی بھابی پر بے تحاشا پیار آیا۔

"کیسا فنکشن، مام؟" عیشا نے سرسری سے انداز میں پوچھا۔

"سرپرائز ہے تمہارے لیے۔"

"اچھا۔" وہ مسکرائی۔

"حارث کہاں جا رہے ہو بیٹا؟" رابعہ کی نظر پورچ کی طرف بڑھتے حارث پر پڑی۔ وہ سب لان میں بیٹھے تھے۔

"امی۔ کام سے جا رہا ہوں۔"

"عیشا کو ساتھ لے جاؤ۔ واپسی پر چچا کے گھر سے ہوتے آنا۔" وہ جان بوجھ کر عیشا کو ساتھ بھیجنا چاہ رہی تھیں۔ وہ چاہتی تھیں کہ صفیہ بیگم پر واضح ہو جائے کہ ان کے بیٹے کے لیے حسین لڑکیوں کی کمی نہیں۔ عیشا اور حارث کو ساتھ دیکھ کر صفیہ کا دل ٹوٹ جائے گا۔ ایسا سوچ کر ہی رابعہ کے کسی نادیدہ جذبے کو تسکین ملتی تھی۔ حارث جز بز ہو کر رہ گیا۔ وہ تو گھر سے چچا کے گھر جانے کے لیے ہی نکل رہا تھا۔ ماہین سے ملے، اسے دیکھے اور بات کیے کافی دن ہو گئے تھے۔ کام کا تو محض بہانہ تھا۔

"آپ کے چچا کی کتنی بیٹیاں ہیں؟"

"دو۔" اس نے مختصر جواب دیا۔

"حارث! پرسوں جو فنکشن ہو رہا ہے، وہ کس سلسلے میں ہے؟"

"فنکشن؟ پرسوں؟"

"ارے! آپ کو نہیں معلوم؟"

"آپ سے کس نے کہا؟" حارث کو فنکشن کی نوعیت کا اندازہ ہو رہا تھا۔

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

''ابھی مام اورآنٹی کہہ رہی تھیں۔''

''آپ کوانہوں نے نہیں بتایا کہ یہ فنکشن کس لیے ہورہاہے۔''

''نہیں۔ وہ کہہ رہی تھیں' یہ میرے لیے سرپرائز ہے۔''

''ہوں۔سرپرائز۔'' وہ سرجھٹک کررہ گیا۔

''آپ کومعلوم ہے'وہ سرپرائز؟''

''ہاں۔ وہ...... آپ خود ہی اپنی مام سے پوچھ لیجئے گا۔'' اس نے گاڑی واپس گھر کی طرف موڑ دی تھی۔

❖❖❖

ماہین یونیورسٹی سے گھر پہنچی تو غیر معمولی ہلچل کا احساس ہوا۔

''کوئی آیا ہے کیا؟'' اس نے رامین سے پوچھا۔

''ہاں۔'' وہ عجیب ناراض ناراض لہجے میں بولی۔

''کون؟''

''تائی جان اوران کی بھابی۔'' رامین کچن کی طرف چلی گئی۔ ماہین لباس بدل کر ڈرائنگ روم میں انہیں سلام کرنے چلی آئی۔

''ارے ماہین بیٹا۔آؤ آؤ۔'' رابعہ نے بڑے پیار سے اسے اپنے پاس بلایا۔''بھابی' یہ ماہین ہے۔'' ساتھ ہی آمنہ سے تعارف کروایا۔ ماہین کو رابعہ کا یہ پیار بھرا لہجہ عجیب لگ رہا تھا۔

''میں کہے دے رہی ہوں صفیہ' ماہین اور رامین کو صبح سے ہی بھیج دینا۔آخر کو اتنی بڑی خوشی ہے۔'' رابعہ بڑا پیار جتارہی تھیں۔ماہین کچھ الجھ سی گئی۔

''جی بھابی ضرور۔ کیوں نہیں۔'' صفیہ نرم لہجے میں بولیں۔

''اچھا بھئی' ہم چلتے ہیں۔ ماہین بیٹا' تمہیں ضرور آنا ہے۔ بھائی کی پہلی خوشی ہے۔بہن ہونے کا فرض تو تم دونوں کو ہی ادا کرنا ہوگا۔'' رابعہ چلی گئیں' جبکہ ماہین سکتے کے عالم میں کھڑی رہ گئی۔ یہ آن کی آن میں کیا ہوگیا تھا۔ یہاں تو ستاروں کی چال ہی الٹ گئی تھی۔

رامین کا موڈ الگ خراب تھا۔

''اب پتا چلا' حارث بھائی ہم سے اتنا کترانے کیوں لگے ہیں۔ نکلے ناں' بے وفا! بزدل' محض دل لگی......''

''پلیز رامین' خاموش ہوجاؤ۔''

''حارث بھائی ایسے لگتے تو نہ تھے۔ اپنی لندن پلٹ کزن پر فریفتہ ہوگئے۔ اونہہ۔ میں تو نہیں جاؤں گی ان کے نکاح میں۔'' رامین گویا جلی بیٹھی تھی۔ وہ ماہین اور حارث کی دلی وابستگی سے اچھی طرح واقف تھی۔ ''اور تائی جان کیسے پیار جتارہی تھیں۔ پہلے تو کبھی ایسے میٹھے لہجے میں بات نہیں کی۔''

''پلیز رامین۔ میں کچھ دیر سونا چاہتی ہوں۔ لائٹ آف کردو۔'' ماہین کروٹ بدل کر لیٹ گئی۔

❖❖❖

''واٹ۔ میرا نکاح حارث سے؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟'' نکاح کے دن آمنہ نے اسے سرپرائز کے بارے میں بتایا تو وہ ہتھے سے اکھڑ گئی۔

''یہ کیوں نہیں ہوسکتا؟''

''مام۔آپ تو جانتی ہیں کہ میں مائیکل سے......''

''مت نام لو اس کا۔ ہم نے تمہارے لیے بہتر فیصلہ کیا ہے۔''

''میں عین نکاح کے وقت انکار کردوں گی۔''

''یاد رکھو عیشا۔ اگر تم نے ایسا کیا تو میں...... میں اپنی اور تمہاری جان ایک کردوں گی۔ ایسی ذلت سے تو مرجانا بہتر۔''

''مام یہ...... یہ آپ کہہ رہی ہیں؟''

''کیوں۔ میں آخر ماں ہوں تمہاری۔ مانا کہ مغربی ہوں مگر بیس سال کے عرصے میں مشرقی روایات و اقدار سے پوری طرح واقف ہوچکی ہوں۔''

''مگر میں ان فرسودہ روایات کو ماننے کی پابند نہیں ہوں۔''

''عیشا ضد مت کرو۔ گھر مہمانوں سے بھرا پڑا ہے۔''

Digestlibrary.com
Scanned with CamScanner

"کچھ تو خیال کرو۔ آخر کیا کمی ہے حارث میں۔"

"کوئی کمی نہیں ہے لیکن مجھے وہ پسند نہیں ہے۔ میں مائیکل سے ہی شادی کروں گی۔"

"عیشا' وہ غیر مسلم ہے۔"

"تو کیا ہوا۔ وہ اسلام قبول کرلے گا۔ آپ نے بھی تو ڈیڈ سے شادی کے لیے اسلام......"

"نہیں۔" آمنہ نے سختی سے اس کی بات کاٹی۔ "میں نے عثمان سے شادی کرنے کے لیے نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوکر اسلام قبول کیا تھا۔ اسلام قبول کرنے کے دو سال بعد میری عثمان سے شادی ہوئی تھی۔"

"مام...... آپ سمجھتی کیوں نہیں ہیں۔" وہ [illegible] ہوگئی۔

"میں نہیں' تم ناسمجھی کا مظاہرہ کررہی ہو۔"

"اگر مجھے پتا ہوتا کہ آپ لوگ اسی لیے مجھے یہاں لائے ہیں تو میں کبھی بھی نہ آتی۔"

"عیشا! مان جاؤ۔ تمہارے ڈیڈ بھی یہی چاہتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ آج گھر میں مہمان آچکے ہیں۔ میں نکاح نامے پر دستخط کردوں گی مگر اس شرط پر کہ وہ بعد میں وہ مجھے ڈائیورس دے دے گا۔"

"عیشا۔" آمنہ دہل کر رہ گئیں' اس کے منصوبے پر۔ "یاد رکھو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو اچھا نہیں ہوگا۔ ارے تمہارا باپ دل کا مریض ہے۔ وہ تو یہ سب سنتے ہی مرجائے گا۔ کچھ تو خوف خدا کرو۔" وہ ہونٹ کاٹنے لگی۔ مگر دل ہی دل میں فیصلہ کرلیا کہ ڈائیورس لے کر رہے گی۔

رائل بلیو آرگنزہ کے کورے اور دبکے کے نفیس کام سے مزین انگرکھے پائجامے میں وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔ ہاف سلیوز کی شرٹ میں گورے بازو دمک رہے تھے۔ ایک بازو پر گولڈ کا نفیس سا بازو بند بندھا تھا۔ دوسرے بازو پر گولڈن سلور اور بلیو گلٹرز سے خوب صورت نقش و نگار بنے تھے۔ بلیک کلر کے پرنس کوٹ سوٹ میں حارث بے حد وجیہہ لگ رہا تھا۔ نکاح نامے پر دستخط کرتے وقت ایک لمحے کو اس کے ہاتھ میں موجود قلم کانپا تھا پھر جیسے دل پر پتھر رکھ کر اس نے دستخط کر ڈالے۔ ہر طرف مبارک سلامت کا شور تھا۔ اس کے دوست اسے چھیڑ رہے تھے۔ وہ اپنے لبوں پر محض پھیکی سی مسکراہٹ سجائے بیٹھا تھا۔

"عیشا! ان سے ملو۔ یہ حارث کی چچی ہیں اور یہ ماہین ہیں۔ حارث کی چچازاد بہن۔" رابعہ نے صفیہ اور ماہین کا عیشا سے تعارف کروایا۔ رامین نہیں آئی تھی۔ عیشا کے پہلو میں بیٹھا حارث جزبز ہورہا تھا۔ وہ مجرموں کی طرح سر جھکائے بیٹھا تھا۔ ماہین کی طرف دیکھنے سے قصداً گریز برت رہا تھا۔ عیشا بلاشبہ بے حد حسین تھی۔ (تو تم بھی روایتی مردوں کی طرح حسن پرست نکلے' حارث نعمان مصطفیٰ)۔ ماہین کے اندر سے آواز ابھری۔

"مبارک ہو' حارث۔" اس نے بڑے ضبط سے چہرے پر مسکراہٹ سجا کر کہا۔ حارث نے ایک لمحے کو نگاہیں اٹھائیں۔ وہ مسکرا رہی تھی مگر حارث جانتا تھا کہ یہ مسکراہٹ اس کے لبوں کو زخمی کیے دے رہی تھی۔ بظاہر وہ نارمل تھی مگر اس کی آنکھیں چھلکنے کو بے تاب تھیں۔ حارث اس قدر ڈسٹرب ہوگیا کہ جواباً تھینک یو کہنا تو کیا' مسکرا بھی نہ سکا۔

"میری دعا ہے کہ تم ہمیشہ خوش رہو۔" ماہین نے عیشا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور پھر وہاں سے چلی گئی۔ حارث کی نظروں نے دور تک اس کا تعاقب کیا۔ وہ نسبتاً تنہا گوشے میں جا بیٹھی۔

❖❖❖

وہ سوچتے سوچتے ایک دم ہوش کی دنیا میں واپس آ گیا تھا۔ برنس بالکل ختم ہوگیا تھا۔ حارث جانا تو نہیں چاہتا تھا مگر جب دیکھا کہ رابعہ بھی اس کے جانے کے حق میں نہیں ہیں تو وہ راضی ہوگیا۔ محض رابعہ

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

کو ستانے کی خاطر۔ آخر کچھ ناراضی تو اس نے بھی دکھانا تھی۔ عیشا، حارث کے ساتھ چلنے پر خاصی جز بز ہوئی تھی۔ جانے سے پہلے ساری رات وہ جاگتا رہا تھا۔ بار بار ماہین کی شکوہ کناں نگاہیں سامنے آجاتیں۔ اس نے دو تین بار فون ملانے کا ارادہ کیا۔ بالآخر نمبر ملا ڈالا۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ دوسری طرف سے ماہین نے فون اٹھایا تھا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔"

"ہیلو۔" وہ مدھم سے لہجے میں بولا۔

"کون؟"

"حارث۔" ایک لمحے کو وہ خاموش رہ گئی۔

"جی کہیے۔ کیسے فون کیا؟" وہ بڑے ضبط سے بولی۔

"آئی..... آئی ایم سوری ماہین۔ میں......"

"پلیز۔ چپ ہوجائیں۔ کس بات کی معافی مانگ رہے ہیں آپ۔ مجھے کوئی صفائی نہیں چاہیے۔" کھٹ سے فون بند ہوگیا۔

لندن پہنچتے ہی عثمان حیدر نے گرینڈ پارٹی کے دعوت نامے بھجوا دیئے۔ گویا وہ باقاعدہ عیشا کو حارث کے ساتھ رخصت کررہے تھے۔

"کیا ضرورت ہے اس ڈرامے کی۔" وہ چلا اٹھی تھی۔

"اپنی خوشی میں دوسروں کو شریک کرنا ڈرامہ نہیں ہوتا۔" آمنہ نے کہا۔

تقریب بہت شاندار تھی۔ عیشا اور حارث کا کپل بے حد پسند کیا گیا۔ اس وقت عیشا کو سانپ سونگھ گیا، جب عثمان حیدر نے اسے حارث کے ساتھ رخصت کردیا۔ الگ اپارٹمنٹ اور گاڑی کی چابی دی۔ وہ چپ چاپ چلی گئی مگر دل میں تہیہ کرلیا کہ اب کبھی ماں باپ کے پاس لوٹ کر نہیں آئے گی۔ (اب جو کرنا ہے، مجھے خود کرنا ہے)۔ اپارٹمنٹ ویل ڈیکوریٹڈ اور فل فرنشڈ تھا۔ ہر جگہ گلاب کی پتیاں بکھری ہوئی تھیں۔ خوشنما پھولوں کے بوکے پڑے تھے۔ اپارٹمنٹ خاصا بڑا تھا۔ دو بندوں کے لیے بے حد موزوں۔ عیشا جس کمرے کی طرف بڑھی، وہ کمرہ تو حجلہ عروسی کا پورا نقشہ پیش کررہا تھا۔ گلاب کے پھولوں سے خوب صورت سیج سجائی گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد حارث بھی اندر داخل ہوا۔ کمرے کی سجاوٹ دیکھ کر وہ بھی حیران ہوا تھا۔ عیشا بیڈ کے ایک کنارے پر بیٹھی تھی اور حارث اس سے ذرا فاصلے پر۔

❖❖❖

اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی فون کی بیل بج اٹھی۔ حارث ایکسکیوز کرکے فون کی طرف بڑھ گیا۔

"اوہ نو!" فون سن کر وہ پریشان ہوگیا۔ عثمان حیدر کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ اسے فوراً ہاسپٹل جانا تھا۔ عثمان حیدر آئی سی یو میں تھے۔ دو گھنٹے بعد ڈاکٹرز نے ان کے خطرے سے باہر ہونے کی نوید سنائی۔ اس کے تنے ہوئے اعصاب کو سکون ملا۔ آمنہ نے حارث کو عیشا کو بلانے کا کہا تو وہ فون کی طرف بڑھ گیا۔

"ہیلو۔"

"عیشا ہیئر۔"

"میں...... حارث۔"

"جی فرمائیے۔"

"تم فوراً ہاسپٹل آجاؤ۔"

"مگر کیوں؟"

"دیکھو ضد مت کرو۔ بس فوراً آجاؤ۔"

"اوکے۔ کون سے ہاسپٹل میں؟" وہ خلافِ توقع جلد مان گئی۔ حارث نے ہاسپٹل کا نام اور وارڈ نمبر بتایا۔ عیشا جب ہاسپٹل پہنچی تو حارث اسے کوریڈور میں ہی ٹہلتا نظر آیا۔

"ایسی کون سی ایمرجنسی تھی کہ......؟"

"عیشا۔ ماموں کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔"

"واٹ۔" ایک لمحے کو وہ بالکل گم سم رہ گئی۔ کتنی ہی ناراضی سہی، بہرحال وہ باپ تھے اس کے۔

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

''عیشا۔ آر یو آل رائٹ؟'' وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھے متفکر سا پوچھ رہا تھا۔

''ہاں۔'' اس نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا۔ ''اب کیسے ہیں وہ؟''

''بہتر ہیں۔ خطرے سے باہر ہیں۔ تم ملو گی ان سے؟''

''میں......'' وہ سوچ میں پڑ گئی۔

''دیکھو عیشا۔ اس وقت سب کلفتوں کو بھلا دو انہیں تمہاری ضرورت ہے۔ وہ باپ ہیں تمہارے۔''

''میں...... میں صرف انہیں دور سے دیکھوں گی۔''

''عیشا مگر......''

''حارث! میں...... مجھے ان کے کمرے تک لے جاؤ۔'' وہ گلاس وال سے انہیں دیکھتی رہی۔ پھر دیوار سے سر ٹکا کر سسک اٹھی۔

''عیشا۔ ڈونٹ وری۔ کچھ نہیں ہوگا ماموں کو۔'' حارث نے اسے تسلی دی۔ اسے پکڑ کر کرسی پر بٹھایا اور پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھایا جو اس نے تھام لیا۔

''عیشا' میری جان۔'' آمنہ اس کے پاس دوڑی چلی آئیں۔

''مام۔'' وہ بے اختیار ان کی طرف بڑھی۔ ''یہ کیا ہوگیا ڈیڈ کو۔''

''بس بیٹا...... اچھا کیا تم نے' کہ آ گئیں۔''

''آپ کیسی ہیں مام؟''

''ٹھیک ہوں۔ تم نے تو چھ سات ماہ سے پلٹ کر خبر تک نہ لی۔ بیٹا! ماں باپ کے ساتھ کوئی ایسے کرتا ہے بھلا۔ اب ایسی بھی کیا ناراضی۔ حارث میں کیا کمی ہے کہ تم......'' وہ بولتی چلی گئیں۔ اس بات سے قطع نظر کہ وہ اس وقت ہاسپٹل میں موجود تھیں۔ حارث قصداً وہاں سے ہٹ گیا۔

''مام پلیز۔ کوئی اور بات کریں۔ ڈیڈ کا اب کیا حال ہے؟''

''خطرے سے باہر ہیں۔ وہ دن رات اسی پریشانی میں گھلتے رہتے ہیں کہ انہوں نے تمہاری مرضی کے بغیر تمہاری شادی کر کے اچھا نہیں کیا۔'' اتنے میں نرس نے عثمان حیدر کے ہوش میں آنے کی اطلاع دی۔ عیشا چاہتے ہوئے بھی خود کو نہ روک سکی۔ کچھ ہی دیر بعد وہ ان کے سینے سے لگی سسک رہی تھی۔ حارث بھی دل گرفتہ ہوگیا تھا اس منظر پر۔ آمنہ کی آنکھوں کے گوشے نم ہوگئے تھے۔ عیشا کو زبردستی عثمان حیدر سے الگ کیا گیا۔ عثمان حیدر جتنے دن اسپتال رہے' عیشا ان کے پاس رہی۔ سب رنجشیں' کلفتیں بالکل بھول گئی۔ وہ اس وقت صرف ایک محبت کرنے والی بیٹی تھی۔ یہ بیٹیاں بھی عجیب ہوتی ہیں۔ ان کا دل بنانے والے نے موم سے بھی زیادہ نرم رکھا ہے۔ ماں باپ سے لاکھ ناراضی سہی مگر ان کو کانٹا بھی چبھے تو یہ بے چین ہوجاتی ہیں۔

''آئی ایم سوری بیٹا۔ میں نے تمہارے ساتھ زبردستی......''

''پلیز ڈیڈ۔ پرانی باتوں کا ذکر مت کریں۔'' اس نے سیب کی قاش ان کی طرف بڑھائی۔

''میں یہ ہرگز نہیں کہوں گا کہ میں نے تمہارے لئے غلط فیصلہ کیا کیونکہ حارث سے زیادہ اچھا اور ہونہار لڑکا ملنا مشکل ہے۔ وہ بہت اچھا ہے۔ فرمانبردار ہے۔ تمہارے لیے بہت اچھا شوہر ثابت ہوگا۔ تم دیکھنا' آگے چل کر تمہیں میری اس بات سے اتفاق کرنا پڑے گا۔'' وہ سر جھکائے چپ چاپ سنتی رہی۔

عثمان حیدر بھلے چنگے ہو کر گھر آ گئے۔ عیشا ہر دوسرے دن ان سے ملنے جاتی۔ وہ تو وہاں مستقل رہنا چاہتی تھی مگر انہوں نے ٹوک دیا۔

''تم ویسے میرے گھر سو بار آؤ۔ تمہارے لیے اس گھر کے دروازے کھلے ہیں مگر تمہارا اصل گھر تمہارے شوہر کا گھر ہے۔ حارث کو تمہاری ضرورت ہے۔ بیٹیاں اپنے گھروں میں ہی اچھی لگتی ہیں۔'' اب وہ انہیں کیا بتاتی کہ اس نے تو کبھی حارث کو اہمیت ہی نہیں دی تھی۔ اس نے عثمان حیدر کا آفس جوائن کر لیا تھا۔

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

حارث کے ساتھ ہلکی پھلکی بات چیت ہو جاتی تھی۔
اس روز وہ سر درد کی وجہ سے آفس نہیں گئی۔
ہلکی سی دستک دیتے ہوئے وہ اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ وہ بیڈ پر اوندھی لیٹی تھی۔ اسے دیکھ کر اٹھ بیٹھی۔
''اینی پرابلم۔ اس طرح کیوں لیٹی ہو؟'' وہ بیڈ کے ایک کونے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔
''کچھ نہیں۔ بس ایسے ہی طبیعت عجیب سی ہو رہی تھی۔'' وہ بالوں کو پونی میں مقید کرتے ہوئے بولی۔
''اگر اچھا فیل نہیں کر رہیں تو کہیں باہر چلتے ہیں۔''
''نہیں میرا موڈ نہیں ہو رہا باہر جانے کو۔''
''اگر میں کہوں کہ میرا جی چاہ رہا ہے' تمہارے ساتھ باہر جانے کو تو؟'' وہ اس پر ایک گہری نظر ڈالتے ہوئے بولا۔
''تو بھی نہیں۔'' وہ کٹھور پن سے کہتی واش روم کی طرف بڑھ گئی۔

❖❖❖

حارث! رابعہ کا فون آیا تھا آج۔'' ماں کے ذکر پر اس کے لب بھنچ گئے۔ وہ ان سے خفا ہو کر آیا تھا۔ اس سات آٹھ ماہ کے عرصے کے دوران اس نے ایک بار بھی ان سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔
''بیٹا! میں جانتا ہوں کہ تم دونوں کی مرضی کے خلاف یہ شادی کر کے ہم نے اچھا نہیں کیا مگر میں یہ ہرگز نہیں کہوں گا کہ ہم نے کوئی غلطی کی ہے۔ یہاں میں تھوڑا خود غرض ہو رہا ہوں کہ مجھے داماد کی صورت میں ایک بیٹا چاہیے تھا جو بزنس میں میرا سہارا ثابت ہو۔ جو اس قابل ہو کہ میری بیٹی اور بزنس دونوں کو سنبھال سکتا ہو اور میرے خیال میں میرے اپنے بھانجے سے بڑھ کر میرے لیے اور کوئی مخلص نہیں ہو سکتا تھا۔ مجھے رابعہ نے نکاح کے بعد بتایا کہ تم اپنے چچا کی بیٹی میں انٹرسٹڈ تھے۔ بخدا اگر مجھے یہ سب پہلے معلوم ہو جاتا تو میں یہ شادی ہرگز نہ کرتا۔ رابعہ فون پر بے حد رو رہی تھی۔ ٹھیک ہے' اس نے تمہاری مرضی کے خلاف تمہاری شادی کی مگر یہ بھی تو دیکھو وہ تمہاری ماں ہے۔ شوہر کے بعد تم ہی اس کا سہارا ہو۔ اگر تم بھی اس سے منہ موڑ لو گے تو وہ تنہا رہ جائے گی۔ یہاں آنے پر وہ تیار نہیں اور تم اس سے ملنا نہیں چاہتے۔ آخر ایسا کب تک چلے گا' حارث۔ میری مانو تو پاکستان فون کرلو۔ ماں کے دل کو قرار آ جائے گا۔'' عثمان حیدر بولتے رہے جب کہ وہ خاموش بیٹھا رہا۔
''ماموں! میں پاکستان جانا چاہتا ہوں۔''
''ضرور جاؤ اور عیشا کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ میں تم دونوں کے ٹکٹس بک کروا دیتا ہوں۔''
''ماموں شاید...... شاید عیشا میرے ساتھ پاکستان نہ جائے۔''
''مگر...''
''ایکچوئیلی وہ میرے ساتھ رہنا ہی نہیں چاہتی۔'' ایک لمحے کو عثمان حیدر بالکل خاموش رہ گئے۔
''یو ڈونٹ وری۔ میں سمجھاؤں گا اسے۔ او کے۔''
''عیشا! تمہارے ڈیڈ بتا رہے تھے کہ حارث پاکستان جانا چاہ رہا ہے۔''
''تو......؟''
''تو یہ کہ ہم چاہتے ہیں کہ تم بھی اس کے ساتھ جاؤ۔''
''یہ کیسے ہو سکتا ہے؟''
''کیوں۔ اس میں ایسی کون سی ناممکن بات ہے۔ وہ تمہارا شوہر ہے۔''
''مگر میں وہاں نہیں رہنا چاہتی۔''
''وہاں مستقل رہنے کو کون کہہ رہا ہے۔ مہینہ ڈیڑھ مہینہ رہ کر واپس آ جانا۔ رابعہ بہت اداس ہے' تم دونوں کے لیے۔''
''مگر مام...... میں حارث کے ساتھ کہیں بھی نہیں جانا چاہتی۔'' وہ بگڑ کر بولی تو آمنہ کا ماتھا ٹھنکا۔
''مگر کیوں؟ حارث بھی یہی کہہ رہا تھا کہ تم اس

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

کے ساتھ نہیں رہنا چاہتیں۔''

''آپ جانتی ہیں کہ یہ شادی میری مرضی کے خلاف ہوئی تھی اس لیے آج تک ہم دونوں کے درمیان وہ رشتہ ہی نہیں بن سکا.....اوہ میرا مطلب تھا کہ.....'' وہ گڑبڑا گئی۔ (اف' یہ میں نے کیا کہہ دیا)

''کیا مطلب؟ معلوم ہے تم کیا کہہ رہی ہو۔ عیشا یو مین.....'' وہ حیرت سے اسے دیکھے گئیں۔ شک تو انہیں پہلے بھی تھا۔ اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی وہ کہیں سے بھی شادی شدہ نہ لگتی تھی۔

''نو.....نو مام۔ آپ غلط سمجھی ہیں۔ میرا مطلب تھا کہ ہم دونوں کے مابین ذہنی ہم آہنگی پیدا نہ ہو سکی'' اس نے آمنہ کو مطمئن کرنے کی کوشش کی۔

''شیور؟''

''پازیٹو۔''

''سنو۔ دو دن بعد تم دونوں کی فلائٹ ہے۔ چلی جانا بیٹا۔'' ان کے لہجے میں اتنا مان تھا کہ وہ ان کا مان نہ توڑ سکی اور اثبات میں سر ہلا دیا۔ جب سے حارث نے فون پر عیشا اور مائیکل کی گفتگو سنی تھی' تب سے اس کا رویہ عیشا کے ساتھ بہت اکھڑ اور سرد ہو گیا تھا۔ اپنی طرف سے تو اس نے عیشا کے ساتھ سمجھوتا کرنے کی بڑی کوشش کی تھی مگر اس کا کوئی رسپانس نہ دیکھ کر حارث کا دل کھٹا ہو گیا تھا۔ وہ جلد سے جلد پاکستان جانا چاہتا تھا۔

''مام بتا رہی تھیں کہ ہم پاکستان جا رہے ہیں؟''

''میں تو جا رہا ہوں' البتہ تم چاہو تو رکو' چاہو تو ساتھ چلو۔''

''ٹھیک ہے۔ میں جاؤں گی پاکستان۔'' حارث کو اس سے اس فیصلے کی توقع نہیں تھی۔ اس نے یوں کندھے اچکائے' جیسے اسے کوئی پروا نہ ہو۔

❖❖❖

رابعہ کے گلے لگ کر جانے وہ کتنی دیر کھڑا رہا تھا۔ دل میں کوئی ناراضی نہ تھی۔ سات آٹھ ماہ کا عرصہ دل کے گھاؤ بھرنے کو کافی تھا۔

''بیٹا۔ تم دونوں آرام کرو۔ شام کو باتیں ہوں گی۔'' رابعہ کو ان کی سفر کی تکان کا احساس تھا۔ ''میں نے تو تم دونوں کے آنے کا سنتے ہی کمرہ تیار کروا دیا تھا۔'' عیشا اور حارث دونوں نے بے اختیار ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا۔ یہ صورت حال دونوں ہی کے لیے پریشان کن تھی۔ حارث پہلے اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ عیشا جب اندر داخل ہوئی' وہ شاور لے رہا تھا۔ حارث جب شاور لے کر باہر نکلا تو اسے گم سم بیٹھا پایا۔

''جب تک ہم یہاں ہیں' تب تک تو تمہیں یہ زحمت اٹھانا پڑے گی۔'' وہ تولیے سے بال رگڑتے ہوئے بولا۔ وہ کیا کہتی۔ گود میں دھرے اپنے ہاتھوں کو گھورے گئی۔

''کیا ہوا عیشا! یہ کندھا کیوں دبا رہی ہو؟ کیا ہوا ہے بیٹا؟'' ناشتے کی میز پر رابعہ نے پوچھا۔ اب وہ انہیں کیا بتاتی کہ ساری رات صوفے پر ایک ہی کروٹ لیٹے رہنے کی وجہ سے گردن اور کندھا دکھنے لگے تھے۔ حارث خود تو نواب بن کر بیڈ پر سو گیا تھا' جب کہ وہ ساری رات بے آرام رہی تھی۔

''کچھ نہیں آنٹی۔ بس وہ ایک ہی کروٹ پر لیٹے رہنے کی وجہ سے.....'' وہ ایک نظر بڑی رغبت سے ناشتہ کرتے حارث پر ڈالتے ہوئے بولی۔

''چلو' میں ابھی زیتون کے تیل سے مالش کیے دیتی ہوں۔''

''نو.....نو آنٹی' رہنے دیں۔ ابھی خود ہی ٹھیک ہو جائے گا۔''

''حارث! تم لوگوں کا لنچ آج چچا کے گھر ہے۔'' رابعہ کے کہنے پر ایک لمحے کو حارث کے ہاتھ رک گئے۔

''جانا ضروری ہے کیا؟'' وہ نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے بولا۔

''تمہاری چچی بڑا اصرار کر رہی تھیں۔ مجھ سے انکار نہ ہو سکا۔ وہ تمہاری شادی کی خوشی میں دعوت دے رہی

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

ہیں۔'' حیرت کی بات تھی کہ آج صفیہ کا ذکر کرتے ہوئے رابعہ کے لہجے میں حقارت نہ تھی۔

''یہ تو خاصی پرانی بات ہو چکی ہے۔'' وہ بے نیازی سے کرسی دھکیل کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''پرانی کیوں؟ ابھی تو سال بھی نہیں ہوا۔''

''اچھا دیکھیں گے۔''

''بیٹا میں ہامی بھر چکی ہوں۔ عیشا' تم اپنے اور حارث کے کپڑے نکال کر ملازمہ کو دے دو۔ وہ استری کر دے گی۔'' رابعہ حارث کے ساتھ ساتھ عیشا سے مخاطب ہوئیں۔ حارث باہر جا چکا تھا۔ وہ ماہین کا سامنا کرنے سے گھبرا رہا تھا۔ اپنے بزدل ہونے کا احساس اسے شدت سے ہونے لگا تھا۔

''حارث! تیار ہو جاؤ۔ عین کھانے کے وقت جانا اچھا نہیں لگتا۔'' دن کے گیارہ بجے کے قریب وہ گھر لوٹا تو رابعہ نے کہا۔ عیشا تیار ہو رہی تھی' جب حارث اندر داخل ہوا۔

''تم یہ لباس پہن کر جاؤ گی لنچ پر۔'' اس نے عیشا کے لباس کا تنقیدی نظر سے جائزہ لیا۔

''کیوں۔ اس میں کیا برائی ہے؟''

''میڈم! یہ پاکستان ہے' لندن نہیں۔ اس لباس میں باہر جاؤ گی تو کتے بھی بھونکنے لگ جائیں گے۔'' وہ مذاق اڑانے لگا۔

''واٹ نان سینس۔ میں یہی ڈریس پہنوں گی۔''

''بہتر ہوگا' کوئی شلوار قمیص نکال کر پہن لو۔''

''میرے پاس نہیں ہے۔''

''نو پرابلم۔ ابھی امی کے ساتھ بازار جاؤ اور لے آؤ۔'' وہ بھی ایک کائیاں تھا۔

''میں نہیں جا رہی کہیں بھی۔ لنچ پر بھی نہیں۔'' وہ ہیئر برش بیڈ پر پھینک کر بیٹھ گئی۔

''مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے تمہیں کہیں لے جانے کا۔'' وہ دہاڑا۔ عیشا کو عجیب سا محسوس ہوا۔ شروع میں رویہ روکھا ضرور تھا مگر اتنی اونچی آواز میں کبھی بات نہ کی تھی۔

''اور میں تو جیسے مری جا رہی ہوں' تمہارے چچا کے گھر جانے کو۔''

''اسٹاپ اٹ عیشا۔ سیدھی طرح تیار ہو جاؤ۔ بات کو بڑھانے کی کوشش مت کرو۔''

''میں نہیں جاؤں گی۔'' وہ خواہ مخواہ ضد میں آ گئی۔

''مجھ پر زیادہ حکم چلانے کی ضرورت نہیں ہے۔''

''حکم دینے کا اختیار حاصل ہے' مجھے۔''

''ہیں نان' وہی تھرڈ کلاس پاکستانی مرد۔ لندن میں کیسے بھیگی بلی بنے رہتے تھے۔ بلند آواز میں بات بھی نہ کی' ابھی اور یہاں آتے ہی پر نکل آئے۔'' وہ نہایت حقارت سے کہہ کر باہر جانے لگی تو حارث نے اس کا بازو پکڑ کر کھینچا۔ وہ ایک جھٹکے سے اس کے قریب آن لگی۔ اس کا بازو سختی سے اس کی پشت پر باندھا۔

''تم نے مجھے الو سمجھ رکھا ہے۔ میری شرافت کو میری مجبوری مت سمجھو۔ میں ہر لحاظ سے بااختیار ہوں۔ چاہوں تو ابھی تمہارا یہ غرور اور طنطنہ خاک میں ملا کر رکھ دوں۔ مگر نہیں...... میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ اگر نفس کا غلام ہوتا تو آج تم اتنی دیدہ دلیری سے میرے ساتھ بدتمیزی کرنے کی جرات نہ کرتیں۔ بس...... بہت برداشت کر لیا میں نے۔ تم نے ابھی میری نرمی دیکھی ہے' سختی نہیں۔'' وہ غصے میں کہتا باہر چلا گیا۔ جاتے جاتے اس کے بازو کو اس زور سے جھٹکا دیا کہ وہ لڑکھڑا کر بیڈ پر گر گئی اور وہیں رونے بیٹھ گئی۔

''حارث! کہاں جا رہے ہو۔ وہ لنچ......'' رابعہ نے اسے باہر جاتے دیکھا تو پوچھا۔

''امی! آپ انہیں منع کر دیں۔'' وہ ان کی بات سہولت سے کاٹتا باہر نکل گیا۔

''یہ سب لباس تمہارے لیے خریدے ہیں' میں نے۔''

''مگر آنٹی' میرے پاس تو کپڑے ہیں۔''

''بیٹا' وہ سب مغربی لباس ہیں۔ یہاں ہمارے

DigestLibrary.com

Scanned with CamScanner

معاشرے میں یہ سب معیوب سمجھا جاتا ہے۔" رابعہ کو بذات خود عیشا کا مغربی ملبوسات زیب تن کرنا اچھا نہیں لگتا تھا۔ شادی سے پہلے کی بات اور تھی مگر اب جبکہ وہ ان کی بہو بن چکی تھی، وہ نہیں چاہتی تھیں کہ عیشا اس قسم کے چست اور عریاں لباس زیب تن کرے۔ اگرچہ حارث نے ان سے کچھ نہیں کہا تھا مگر رابعہ جانتی تھیں کہ اسے بھی عیشا کا یہ اسٹائل پسند نہیں تھا۔

"سوری آنٹی۔ مجھے یہاں ساری زندگی تو رہنا نہیں ہے۔ اس لیے چند دنوں کے لیے میں اپنی روٹین چینج نہیں کر سکتی۔" وہ ہٹ دھرمی سے کہتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"حارث! تمہاری کوئی لڑائی ہوئی ہے عیشا سے؟" رابعہ متفکر ہوئیں۔

"صلح کب تھی۔" وہ بڑبڑایا۔ "امی وہ ایسی ہی ہے۔ سرپھری اور ضدی۔" وہ اندر کی طرف بڑھ گیا۔ عیشا بیڈ پر نیم دراز تھی۔

"تم چاہتی کیا ہو؟" اس کے سر پر کھڑا وہ پوچھ رہا تھا۔

"کیا مطلب؟"

"امی سے اس طرح بات کرنے کی کیا تک تھی؟"

"میری اپنی بھی کوئی مرضی ہے۔ میں دوسروں کی مرضی کے مطابق زندگی نہیں گزار سکتی۔"

"چلاؤ مت۔"

"میں واپس جانا چاہتی ہوں۔"

"تو کان کھول کر سن لو کہ میں اب کبھی وہاں نہیں جاؤں گا۔"

"مگر مجھے ہر صورت واپس جانا ہے۔"

"تم اتنی ضدی کیوں ہو؟" وہ زچ ہو گیا۔

"میں کچھ نہیں جانتی۔ مجھے ہر صورت لندن جانا ہے۔ میں یہاں اس گھٹن زدہ ماحول میں نہیں رہ سکتی۔"

"محترمہ، شادی کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ مغرب میں دو دو ماہ بعد شوہر یا بیویاں بدلنے کا رواج ہوگا۔ یہاں ایسا نہیں ہے۔ تم سے میری شادی ہوئی ہے۔ کوئی مذاق نہیں، بہتر ہوگا بھول جاؤ اس آزاد ماحول کو۔" اس کا تو دماغ گھوم گیا تھا عیشا کی اس ضد پر۔

"آئی ہیٹ یو۔ آئی ہیٹ یو۔ آئی ہیٹ......"

"عیشا!" اس کی برداشت جواب دے گئی اور اتنے ضبط کے باوجود اس کا ہاتھ اٹھ گیا۔

"تم...... تم نے مجھے مارا...... مجھے...... آئی ول کل یو۔" وہ غرا کر اس پر جھپٹی۔ وہ اس کا گریبان پکڑے ہذیانی انداز میں چلائی۔

"بند کرو یہ ڈرامے بازی۔" حارث نے اس کے دونوں ہاتھ سختی سے تھام لیے۔

"میں...... میں ڈیڈ کو بتاؤں گی۔ میں واپس جاؤں گی۔ میں یہاں نہیں رہ سکتی۔ میں پولیس میں رپورٹ درج کرواؤں گی۔" وہ اپنے ہاتھ چھڑانے میں ناکام ہوئی تو بے بسی سے چلا اٹھی۔

"کیا ہوا؟ یہ سب کیا ہے حارث؟" رابعہ عیشا کے چلانے پر دوڑی چلی آئیں۔

"کچھ نہیں امی۔ بس ذرا محترمہ کا دماغ درست کر رہا تھا۔" وہ اس کے ہاتھ ایک جھٹکے سے چھوڑتے ہوئے بولا۔

"کیا مطلب؟ کیا کہہ رہے ہو تم؟ عیشا تم رو کیوں رہی ہو؟"

"میں یہاں نہیں رہوں گی۔" وہ باہر کی طرف دوڑ گئی۔ رابعہ آوازیں دیتے ہوئے اس کے پیچھے بھاگیں، جبکہ حارث وہیں کھڑا رہا۔

"حارث...... حارث، وہ عیشا...... باہر چلی گئی ہے۔" تھوڑی دیر بعد رابعہ پھولی ہوئی سانسوں سمیت وہاں آئیں۔

"کہاں جائے گی وہ؟ اسے تو راستوں کا بھی علم نہیں ہے۔" وہ جھلا گیا۔

"یہی تو میں کہہ رہی ہوں۔ وہ بڑی تیزی میں

nideslibrary.com

Scanned with CamScanner

گاڑی چلا کر گئی ہے۔ کہیں کوئی نقصان نہ کر بیٹھے۔''
''جائے گی کہاں۔ ابھی واپس آ جائے گی۔''
''حارث! ایسے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہو گے؟ اس کے پیچھے جاؤ' پتا کرواس کا۔''
''او کے۔ او کے میں جاتا ہوں۔'' وہ باہر کی طرف بڑھ گیا۔ عیشا ڈرائیور سے چابی چھین کر گاڑی لے گئی تھی۔ حارث دوسری گاڑی نکال کر چوکیدار کے کہنے پر دائیں طرف چل پڑا۔
عیشا غصے سے پاگل ہوئی جا رہی تھی۔ آج تک اس کے ماں باپ نے اسے پھولوں کی چھڑی سے بھی نہ چھوا تھا اور آج...... حارث نے اسے تھپڑ مار دیا تھا۔
ایسے ہی سڑکوں پر گاڑی دوڑاتی رہی۔ پولیس اسٹیشن کا بورڈ نظر آتے ہی گاڑی روک دی۔
''ایکسکیوزمی۔ مجھے رپورٹ درج کرانی ہے۔''
''آپ بیٹھیں بی بی۔'' انسپکٹر مغربی لباس میں ملبوس اس الٹرا ماڈرن حسین لڑکی سے خاصا مرعوب ہو رہا تھا۔
''میں بیٹھنے نہیں' رپورٹ درج کرانے آئی ہوں۔''
''کس کے خلاف جی؟''
''اپنے شوہر کی خلاف۔'' اردگرد بیٹھے محرر' سپاہی' حوالدار وغیرہ بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ آج تک تو غریب اور ان پڑھ خواتین شوہروں کے ظلم و ستم کا شکار ہو کر تھانے تک آئی تھیں مگر ایک حسین اور کم عمر لڑکی جو شکل سے بھی خاصی بڑی فیملی کی لگتی تھی' وہاں پہلی بار آئی تھی۔
''کس جرم میں؟''
''اس نے مجھے تھپڑ مارا ہے۔'' اس نے کہا تو سب لوگ ہنس پڑے۔ وہ ہونقوں کی طرح ان کا منہ دیکھنے لگی۔
''میں نے کوئی لطیفہ سنایا ہے کیا؟'' وہ تپ کر بولی۔
''جاؤ بی بی۔ یہ تو روز کا معمول ہے۔ اتنی سی بات پر ہم ایف آئی آر نہیں کاٹ سکتے۔''
''یو...... میں جو کہہ رہی ہوں کہ......''
''دیکھو بی بی' ہم یہاں فارغ نہیں بیٹھے ہوئے۔ ہمیں اور بھی کام ہوتے ہیں۔''
''واٹ دا ہیل دس از۔'' وہ چلائی۔
''کیا ہو رہا ہے یہ۔'' رعب دار آواز پر وہاں خاموشی چھا گئی۔
''سر!'' انسپکٹر نے اٹھ کر زوردار سیلوٹ مارا۔
''جی بی بی۔ کیا مسئلہ ہے۔'' وہ سامنے آ گیا۔ عیشا کی نظریں بلیک چمچماتے بوٹوں سے ہوتی ہوئی سینے اور شولڈرز پر لگے بیجز پر ٹھہر گئیں۔
''سر یہ بی بی......''
''تم چپ رہو' ہاں جی آپ بتائیں۔'' اس نے تھانیدار کی بات کاٹی۔ اس کا لہجہ ایسا رعب دار تھا کہ عیشا بھی گڑبڑا سی گئی۔
''مجھے رپورٹ درج کرانی ہے' اپنے شوہر کے خلاف۔''
''کس جرم میں؟''
''وہ...... اس نے مجھے تھپڑ مارا ہے۔'' اس کے کہنے پر ایک لمحے کو اے ایس پی ضمائر شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ بڑی مشکل سے مسکراہٹ ضبط کی۔
''سلیم! انہیں میرے آفس میں لے آؤ۔'' وہ سپاہی کو کہہ کر آگے بڑھ گیا۔
''تشریف رکھیں۔'' اسے بیٹھنے کا کہہ کر وہ خود بھی بیٹھ گیا۔ ''کیا آپ یہیں لاہور میں رہتی ہیں؟''
''جی نہیں۔ میں لندن میں رہتی ہوں۔''
''آئی سی۔ تو میرا اندازہ درست نکلا۔ دیکھیں محترمہ! پاکستان کے اور انگلستان کے لاز میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ یہاں یہ ایک عام سی بات ہے۔''
''یو مین' شوہر کا بیوی پر ہاتھ اٹھانا جائز ہے؟'' وہ طنز سے بولی۔
''جائز تو نہیں کہوں گا' مگر ہمارے معاشرے میں

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

مرد کو جو مقام حاصل ہے اس کے مطابق یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ پھر میاں بیوی کے درمیان اس قسم کے جھگڑے تو چلتے ہی رہتے ہیں۔ یہاں ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر رپورٹ درج نہیں کروائی جاتی۔"

"یہ...... یہ کیسا نظام ہے یہاں کا؟" وہ تقریباً چلائی۔

"کول ڈاؤن بی بی۔ کول ڈاؤن۔ آپ کے شوہر کا نام کیا ہے؟"

"حارث۔ حارث نعمان مصطفیٰ۔"

"حارث نعمان مصطفیٰ۔ ہوں۔" اس نے پرسوچ انداز میں ہنکارا بھرا۔ "اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو کیا یہ وہی حارث مصطفیٰ ہیں جو مشہور بزنس مین شہاب مصطفیٰ کے صاحب زادے ہیں۔"

"جی ہاں۔ مگر آپ کیسے......؟"

"دوست تھا وہ میرا۔ خیر آپ بتائیں۔"

"میں پہلے بھی کہہ......" موبائل فون کی بیپ بج اٹھی تو وہ ایکسکیوز کرکے اٹھ کر باہر آ گیا۔ اس نے موبائل پر بات کرنے کے بعد حارث کا موبائل نمبر ڈائل کیا۔

"ہیلو۔ حارث ہیئر۔"

"ہیلو۔ حارث۔ میں ضمائر شاہ۔"

"سوری! میں پہچانا نہیں۔"

"شاہ۔ تمہارا دوست...... یاد آیا؟"

"اوہ اچھا۔ کیسے ہو تم؟"

"فرسٹ کلاس۔ تم سناؤ کہاں ہوتے ہو آج کل؟"

"لندن میں ہوتا تھا۔ تم کہو کیسے فون کیا؟"

"ایکچوئیلی حارث۔ تمہاری مسز یہاں تھانے میں ہیں۔"

"واٹ؟" حارث کو گویا دوسو والٹ کا کرنٹ لگا۔ "مگر کیوں؟"

"تم فوراً پہنچو۔ میں پھر بتاؤں گا۔ اوکے۔" ضمائر شاہ End پش کرتا اندر کی طرف بڑھ گیا۔

"میرا خیال ہے میرا یہاں بیٹھنا فضول ہے۔" اسے دیکھتے ہی عیشا اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ ابھی تشریف رکھیے۔"

"جب آپ رپورٹ درج ہی نہیں کرنا چاہتے......"

"دیکھیے محترمہ آپ بیٹھیں میں رپورٹ درج کرواتا ہوں آپ کی۔" اس کے کہنے پر وہ بیٹھ گئی۔ ضمائر شاہ نے بیل بجا کر چپراسی کو بلوایا۔

"دیکھو بھئی تم بی بی کے لیے چائے تو لے آؤ۔"

"نو تھینکس میں......" اس نے منع کرنا چاہا مگر چپراسی جا چکا تھا۔ ضمائر شاہ ادھر ادھر کی باتیں اس سے پوچھ کر بظاہر تفتیش کر رہا تھا۔ مگر درحقیقت حارث کے آنے تک وہ اسے وہاں روکنا چاہتا تھا اور اپنی اس کوشش میں وہ کامیاب بھی ہو گیا تھا۔

"السلام علیکم!" حارث اندر داخل ہوا تو اسے دیکھ کر عیشا کھڑی ہو گئی۔

"وعلیکم السلام۔ آؤ حارث۔ کیسے ہو؟" ضمائر شاہ نے اٹھ کر مصافحہ کیا۔

"تم جھوٹے ہو۔" وہ ضمائر شاہ کی طرف دیکھ کر سختی سے بولی اور باہر کی طرف جانے لگی تو حارث نے اس کا بازو تھام کر اپنی طرف کھینچا۔

"تھینک یو شاہ۔ اس وقت حالات تمہارے سامنے ہیں پھر ملوں گا۔" وہ مسکرایا جبکہ عیشا اس کی گرفت میں محض پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔

"میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی۔"

"یہ پولیس اسٹیشن ہے۔ یہاں تماشا مت بناؤ۔" وہ دھیمی مگر سخت آواز میں بولا۔ پھر جس مشکل سے وہ اسے گھر لایا یہ وہی جانتا تھا۔

"عیشا! کہاں چلی گئی تھیں...... عیشا......" رابعہ اسے دیکھتے ہی اس کی طرف بڑھیں جب کہ وہ سر جھٹکتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

"اسے.....اسے کیا ہوا؟"

"اسے کچھ نہیں ہوا..... نہایت ہی سرپھری اور بدمزاج ہے یہ۔"

"ہائے۔میری قسمت۔کیسی بہو ملی۔" رابعہ رونے بیٹھ گئیں۔

"اب رو کیوں رہی ہیں۔آپ ہی کی پسند تھی نا یہ......" وہ طنز کے تیر چلاتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔اس کے جانے کے بعد رابعہ عیشا کے پاس گئیں مگر وہ اندر سے دروازہ بند کیے بیٹھی تھی۔رابعہ نے بہتیرا سمجھایا۔بار بار دروازہ بجایا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی تھی۔رات گئے حارث آیا تو رابعہ کو لان میں ٹہلتے دیکھ کر ٹھٹک گیا۔

"امی! کیا بات ہے؟ آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں؟"

"حارث وہ.....عیشا....."

"اب کیا ہوا ہے اسے؟" لہجہ حد درجہ بیزار تھا۔

"وہ دروازہ نہیں کھول رہی۔"

"تو اس میں کیا پرابلم ہے۔خود ہی جب غصہ اترے گا' کھول دے گی۔" وہ لاپروائی سے کہہ کر آگے بڑھنے لگا۔

"وہ شام سے اندر بیٹھی ہے۔مجھے ڈر ہے' کہیں وہ خودکشی کی کوشش نہ کرے۔"

"اوہ مائی گاڈ! یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔" وہ بھی پریشان ہوگیا۔اگلے ہی لمحے وہ دروازہ بجا رہا تھا۔

"عیشا...... عیشا' دروازہ کھولو۔ عیشا......" کوئی جواب نہ پا کر وہ حقیقتاً پریشان ہوگیا۔

"اب کیا کریں۔دروازہ تو اندر سے لاکڈ ہے۔ امی' آپ کے پاس دوسری چابی تو ہوگی اس کی؟"

"ہاں..... تھی تو سہی..... مگر وہ شاید کہیں گم ہوگئی ہے۔"

"اف۔ اب کیا کریں۔" وہ کچھ دیر کھڑا رہا۔

"ہاں! اب یہی کرنا پڑے گا۔" وہ بڑبڑایا۔پھر ٹیرس پر چڑھ گیا۔کمرے کا دروازہ جو ٹیرس کی طرف کھلتا تھا' بند تھا۔

"شٹ!" اس نے مکا بنا کر دروازے کے بائیں طرف بنی کھڑکی پر مارا تو وہ ایک جھٹکے سے کھل گئی۔اتفاق سے وہ اندر سے کھلی تھی۔کھڑکی سے ہاتھ اندر گھسا کر ساتھ والی کھڑکی کی کنڈی کھولی۔اندر داخل ہوا تو عیشا بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی تھی۔

"عیشا......عیشا......" حارث نے فوراً اس کو سیدھا کر کے اس کا گال تھپتھپایا۔اس کی آنکھیں ادھ کھلی تھیں اور منہ سے جھاگ نکل رہا تھا۔ وہ اس صورت حال پر خاصا بوکھلا گیا تھا۔اس کی دھڑکن اور نبض چیک کی۔ رزلٹ پازیٹو تھا۔ اس نے رابعہ کو اندر بلایا۔ ڈرائیور کو گاڑی نکالنے کا کہا۔حارث نے عیشا کو اٹھایا اور تیزی سے گاڑی کی طرف بڑھا۔

❖❖❖

"اگلے چوبیس گھنٹے بہت اہم ہیں۔ اگر ان کو چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر ہوش آ جاتا ہے تو خطرے کی کوئی بات نہیں ہے وگرنہ دوسری صورت میں کیس ہمارے ہاتھ سے باہر ہوجائے گا۔"

ابھی کچھ دیر پہلے ڈاکٹر نے کہا تھا۔حارث بے حد پریشان تھا۔رابعہ مختلف سورتوں اور آیات کا ورد کر رہی تھیں۔آنسو جھر جھر بہہ رہے تھے۔حارث نے عثمان حیدر کو اطلاع دینا مناسب نہ سمجھا۔اتنی دور بیٹھ کر وہ پریشان ہی ہوتے۔عیشا لاکھ خودسر اور ضدی سہی مگر حارث سمجھوتا کر چکا تھا۔وہ عیشا کے ساتھ ایک خوشگوار زندگی گزارنا چاہتا تھا۔ ماہین کی یاد رفتہ رفتہ کم ہو چلی تھی۔یہ ادراک تو اس پر اب ہوا تھا کہ ماہین کے ساتھ اس کی جذباتی وابستگی تھی جو وقت کے ساتھ ساتھ مدھم ہوتی گئی تھی' جبکہ عیشا کے ساتھ اس کا دلی تعلق قائم ہوگیا تھا۔لوگ ٹھیک ہی کہتے ہیں کہ نکاح کے دو بولوں سے ہی فریقین کے دلوں میں محبت کے سوتے پھوٹ پڑتے ہیں۔حارث کی حد تک تو یہ بات صحیح تھی۔عیشا کے اس اقدام پر حارث کو شاک لگا تھا۔ جوں جوں

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

وقت گزر رہا تھا‘ حارث کو یوں لگ رہا تھا‘ جیسے کوئی متاعِ حیات ریت کی مانند ہاتھ سے پھسلتی جارہی ہو۔ شاید ابھی اس کی زندگی اور لکھی تھی‘ جبھی چھ گھنٹوں بعد ہی اسے ہوش آ گیا۔ چند گھنٹوں بعد اسے پرائیویٹ روم میں شفٹ کردیا گیا۔

’’میں نہیں پیوں گی۔ مجھے مرجانے دیں۔ کیوں بچایا مجھے؟‘‘ رابعہ اسے سوپ پلانے کی ناکام کوشش میں مصروف تھیں۔

’’عیشا۔ میری جان‘ تھوڑا سا لے لو۔‘‘ رابعہ نے چمکارا۔

’’میں نے کہانا‘ کہ میں نہیں پیوں گی۔‘‘ وہ تقریباً چلائی مگر آواز بہت کمزور تھی۔

’’امی۔ آپ مجھے دیجئے۔ میں دیکھتا ہوں‘ کیسے نہیں کھاتی۔‘‘ حارث رابعہ کے ہاتھ سے سوپ کا پیالہ لے کر عیشا کے قریب بیٹھ گیا۔

’’منہ کھولو۔‘‘ انداز حکمیہ تھا۔ کل تک وہ اس لیے پریشان تھا‘ اب جب کہ وہ خطرے سے باہر تھی تو اسے نئے سرے سے عیشا کی اس حرکت پر غصہ آنے لگا تھا۔ حارث کا انداز ایسا تھا کہ عیشا نے کسی روبوٹ کی طرح منہ کھول دیا۔

’’بس اور نہیں......‘‘

’’اوں ہوں۔ ابھی آدھا پیالہ باقی ہے۔‘‘

’’میں نے کہانا......‘‘

’’اور میں نے کہانا‘ کہ تم یہ سارا پیو گی۔‘‘

’’اچھی زبردستی ہے۔‘‘ وہ بڑبڑائی۔

’’چلو شاباش۔ منہ کھولو۔‘‘ رابعہ غیرمحسوس انداز میں کمرے سے باہر چلی گئیں۔

’’میں قے کردوں گی۔‘‘

’’نو پرابلم۔ اب اور ضد نہیں چلے گی۔‘‘

’’میں نہیں پیوں گی۔‘‘

’’مائی گاڈ۔ تم اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ضد کیسے کرلیتی ہو۔ تمہاری یہ حرکتیں بالکل ٹین ایجرز والی ہیں اور جہاں تک مجھے معلوم ہے‘ تم بائیس برس کی ہونے والی ہو۔‘‘

’’میرا خیال ہے‘ ہم میں اتنی بے تکلفی کبھی بھی نہیں تھی۔‘‘

’’بے تکلفی پیدا کرنے میں کون سی دیر لگتی ہے۔ تم ٹھیک ہوجاؤ تو پھر......‘‘

’’پھر کیا؟‘‘ اس نے بات کاٹی۔

’’پھر...... پھر میں بتاؤں گا کہ بے تکلفی کیسے ہوتی ہے۔‘‘ وہ سوپ کا پیالہ ایک طرف رکھ کر ٹشو پیپر سے اس کا منہ صاف کرنے لگا۔

’’میں خود کرسکتی ہوں۔‘‘ عیشا نے ٹشو پیپر اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔ وہ خواہ مخواہ مسکرانے لگا۔

’’میں واپس جانا چاہتی ہوں۔‘‘

’’کہاں؟‘‘

’’لندن۔ اپنے گھر۔‘‘

’’اب ہم یہیں پاکستان میں رہیں گے۔‘‘

’’تم شوق سے رہو مگر مجھے واپس جانا ہے۔‘‘

’’تم بیوی ہو میری۔ جہاں میں رہوں گا‘ وہیں تم رہو گی۔‘‘

’’تم مجھے یہاں زبردستی نہیں روک سکتے‘ ورنہ......‘‘

’’ورنہ؟ ورنہ کیا؟‘‘ وہ براہِ راست اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے ذرا سا اس پر جھکا۔ وہ گڑبڑا گئی۔

’’دیکھو تم......‘‘ وہ کوئی سخت بات کہنے ہی والی تھی‘ جب ہلکی سی دستک دے کر رابعہ اور ان کے پیچھے نرس اندر داخل ہوئی۔ حارث اس کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔

❖❖❖

عیشا ہاسپٹل سے گھر شفٹ ہوئی تو صفیہ اور ماہین عیادت کرنے چلی آئیں۔ خلافِ معمول رابعہ اچھے طریقے سے ملیں۔ صفیہ اور ماہین کچھ دیر عیشا کے پاس بیٹھی رہیں۔ کھانا لگا تو وہ ڈائننگ روم میں چلی آئیں۔ عیشا پرہیزی کھانا پہلے ہی لے چکی تھی۔ وہ اپنے کمرے

میں ہی رہی۔ حارث عین کھانے کے وقت ہی باہر سے آیا۔
''السلام علیکم!'' اس نے کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔
''وعلیکم السلام۔ کیسے ہو بیٹا۔'' صفیہ نے جواب دیا۔
''جی ٹھیک ہوں۔'' وہ ایک نظر انہماک سے کھانا کھاتی ماہین پر ڈالتے ہوئے بولا۔
''تم کیسی ہو ماہین' رامین اور عاطف کیسے ہیں؟''
''ٹھیک ہیں سب۔ آپ سنائیں؟'' وہ نارمل سے دوستانہ انداز میں گویا ہوئی۔
''میں بالکل ٹھیک ہوں۔'' وہ مختصر جواب دے کر کھانے میں مصروف ہوگیا۔ کھانے کے بعد وہ ماہین کے پاس آ بیٹھا۔
''ایم اے کمپلیٹ ہوگیا' تمہارا؟''
''ابھی تو نہیں ہوا۔''
''رامین کیا کررہی ہے آج کل؟''
''بی سی ایس کررہی ہے۔ آپ بتائیں' لندن میں دل لگ گیا آپ کا؟'' ماہین کے کہنے پر حارث نے چونک کر اسے دیکھا مگر اس کے چہرے پر کوئی بھی تاثر دیکھنے میں ناکام رہا۔
''تم خوش ہو؟'' وہ الٹا اس سے پوچھنے لگا۔
''ہاں' بہت خوش۔ خدانخواستہ مجھے کیا ہونا ہے؟''
''واقعی؟'' وہ جانے کیوں مطمئن نہیں ہورہا تھا۔
''آپ جو سننا چاہتے ہیں' ایسی کوئی بات نہیں ہے۔''
''امی بتارہی تھیں' تمہاری منگنی ہوگئی ہے؟''
''ہاں۔''
''مبارک ہو۔''
''تھینکس۔ آپ کھانے پر کیوں نہیں آئے تھے جبکہ امی نے بطور خاص آپ کے اور عیشا کے لیے دعوت دی تھی؟''
''ہاں...... وہ دراصل ...... اسی روز ہی عیشا کی طبیعت بگڑ گئی تھی۔'' صفیہ اور ماہین تھوڑی دیر مزید بیٹھنے کے بعد چلی گئیں۔
''کیا سوچ رہے ہو بیٹا۔'' وہ کافی دیر سے ایک ہی زاویے پر بیٹھا تھا' نگاہیں ایک ہی نقطے پر مرکوز کیے۔
''امی۔ مجھے حیرت ہورہی ہے کہ آپ آج صفیہ چچی سے اتنے اچھے طریقے سے بات کررہی تھیں کہ......''
''گھر آئے کی عزت بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔'' وہ کھسیا کر بولیں۔
''امی...... یہ...... یہ آپ کہہ رہی ہیں؟''
''ہٹو بھی۔ تم نے مجھے کیا جلاد سمجھ رکھا ہے۔ اچھا دیکھو' تم عیشا کے پاس جا کر بیٹھو۔ وہ بے وقوف لڑکی ہے۔ اسے تنہا چھوڑنا ٹھیک نہیں ہے۔''
''بہتر۔'' وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ براؤن کمبل میں لپٹی وہ پرسکون نیند لے رہی تھی۔ وہ بیڈ کے دوسرے کنارے پر لیٹ گیا۔ دن بھر کا تھکا ہوا تھا۔ تکیے پر سر رکھتے ہی سو گیا۔
''عیشا۔ تم ایک ہی بار مجھے بتادو کہ تم آخر چاہتی کیا ہو۔ میں اس روز روز کی چخ چخ سے تنگ آ گیا ہوں۔'' وہ زچ ہوگیا۔
''میں طلاق چاہتی ہوں۔''
''تو ٹھیک ہے۔ میں حارث مصطفیٰ ولد شہاب مصطفیٰ بقائمی ہوش وحواس تمہیں طلاق دیتا ہوں' طلاق دیتا ہوں......'' اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ سامنے کھڑے عثمان حیدر ایک چیخ مار کر گر پڑے تھے۔
''نہیں۔'' وہ اٹھ بیٹھا۔ چہرہ پسینے سے تر بتر تھا۔ دو تین گہرے سانس لیے۔ سائیڈ ٹیبل پر رکھا پانی کا گلاس ایک ہی سانس میں خالی کرڈالا۔ اوسان بحال ہوئے تو ایک نظر پہلو میں پرسکون نیند سوئی ہوئی عیشا پر ڈالی۔
''اف۔ کیسا خواب تھا یہ۔'' وہ انگلیاں بالوں میں پھنسا کر اٹھ گیا۔ ٹائم دیکھا تو رات کے دو بج رہے

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

تھے۔دوبارہ کروٹ بدل کر لیٹ گیا اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔مگر ساری رات وہ خواب کسی فلم کی طرح نگاہوں کے سامنے چلتا رہا۔

''حارث! تمہارے ماموں کا فون آیا تھا۔'' صبح ناشتے کی میز پر رابعہ نے بتایا۔

''کس وقت؟''

''صبح سویرے۔ نماز کے وقت۔ بہت پریشان ہیں وہ۔کوئی کاروباری مسئلہ ہے۔تمہیں واپس بلایا ہے۔''

''آئی سی۔'' وہ پرسوچ انداز میں سر ہلانے لگا۔پھر فون کر کے معلوم کیا۔ حالات واقعی سیریس تھے۔ کاروبار میں گھپلا ہو گیا تھا۔عثمان حیدر بیمار تھے اور سب ہینڈل کرنے کی پوزیشن میں نہ تھے۔

اور پھر دو دن کے اندر ہی اس نے واپسی کی ٹکٹ بک کروالیں۔

''امی! آپ بھی ساتھ ہی چلیں۔'' ٹکٹیں بک کروانے سے پہلے حارث نے کہا۔

''رہنے دو بیٹا۔ بھائی جی نے تمہیں فوراً بلوایا ہے۔ میرا تو ویزا ابھی نہیں لگا ہوا۔کافی وقت لگے گا۔'' رابعہ کی بات معقول تھی۔ حارث اب مستقل پاکستان میں رہنا چاہتا تھا مگر مجبوریاں جان نہیں چھوڑتی تھیں۔لندن پہنچ کر پھر سے وہی روٹین شروع ہو گئی تھی۔

''تم کہیں جا رہے ہو؟'' وہ پیکنگ کر رہا تھا' جب عیشا دستک دے کر اندر چلی آئی۔

''ہاں۔'' وہ مختصر جواب دے کر وارڈ روب سے کپڑے نکالنے لگا۔

''تم ایسے نہیں جا سکتے۔'' وہ اس کے سامنے آ گئی۔ شرٹ کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے ہاتھ رک گئے۔

''ذرا وضاحت کریں گی' اپنی اس بات کی۔''

''آخر ہم کب تک اس طرح رہیں گے؟''

''جس طرح ہمیں رہنا چاہیئے' ویسے تم رہنا نہیں چاہتیں۔ارادہ بدل لیا ہے کیا؟''

''تم مجھے طلاق کیوں نہیں دے دیتے۔'' عیشا نے کہا تو حارث کی نگاہوں کے سامنے وہ خواب گھوم گیا۔

''اب سوچ کیا رہے ہو؟''

''میرے پاس فضول باتوں کے لیے وقت نہیں ہے۔'' حارث نے ایک جھٹکے سے اسے اپنے سامنے سے پرے دھکیلا۔

''یہ فضول بات نہیں ہے۔'' وہ زور دے کر بولی۔ ''دیکھو اس طرح اکٹھے رہنا بے معنی ہے' جبکہ ہم دونوں اس تعلق کو نبھانا نہیں چاہتے۔''

''ہم دونوں؟'' وہ اس کی طرف گھوم گیا۔''یا صرف تم؟''

''کیا مطلب؟''

''میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ اب تمہیں مطلب سمجھاتا پھروں۔ میری فلائٹ کا وقت ہونے والا ہے۔'' وہ اپنے سوٹ کیس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

''تم کیا سمجھتے ہو' میں مجبور ہوں۔ میں تو چاہتی تھی کہ یہ معاملہ آرام سے حل ہو جائے مگر اب لگتا ہے' مجھے کورٹ جانا ہی پڑے گا۔'' وہ یہ کہہ کر رکی نہیں۔حارث نے ہاتھ میں پکڑی شرٹ کا گولا بنا کر زمین پر دے مارا۔

شام کی فلائٹ سے وہ پیرس پہنچ گیا۔دو دن آفس کے کام میں الجھا رہا۔

❖❖❖

''ڈونٹ وری' عیشا! عدالت تمہارے حق میں فیصلہ کرے گی۔'' مائیکل نے کہا۔وہ دونوں ابھی وکیل سے مل کر آ رہے تھے۔

''مجھے یہ قدم بہت پہلے اٹھا لینا چاہیئے تھا۔'' وہ پرسوچ انداز میں بولی۔

''چلو کہیں چل کر لنچ کرتے ہیں۔''

''تم میرے ساتھ گھر چلو۔''

''مگر......وہاں تو وہ ہوگا۔''

''وہ کہیں گیا ہوا ہے......شاید ملک سے باہر۔''

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

"اوکے۔" مائیکل نے گاڑی کا رخ اس کے اپارٹمنٹ کی طرف جانے والی سڑک کی طرف موڑ دیا۔

"مائیکل! تم بیٹھو میں لنچ کی تیاری کرتی ہوں۔"

"رہنے دو لنچ کو۔ تم یہاں بیٹھو۔" مائیکل نے صوفے پر اپنے برابر اس کی جگہ بنائی۔

"مگر وہ...... لنچ...... مجھے سخت بھوک لگی ہے۔"

"کم آن ہنی۔ یہ وقت انجوائے کرنے کا ہے۔"

مائیکل نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"مائیکل...... پلیز......" عیشا ہاتھ چھڑا کر دور جا کھڑی ہوئی تھی۔

❖❖❖

اس ایک سال میں تم نے کیا پایا' حارث نعمان مصطفیٰ؟ تمہارا تو صرف نقصان ہی نقصان ہوا ہے حاصل تو کچھ نہ ہوا...... ماہین مصطفیٰ...... جو تمہاری چاہت تھی...... مگر شریکِ حیات نہ بن سکی...... عیشا حیدر...... جو تمہاری شریکِ حیات تو بن گئی مگر...... اس کی چاہت نہ بن سکے۔ تم...... تم نے تو سب کچھ بھلا کر نئے سرے سے زندگی کا آغاز کیا تھا...... ماضی و حال کا دبیز پردہ ڈال دیا تھا۔ تم نے تو پوری ایمانداری سے اپنی محبت' اپنی چاہت' اپنی وفا...... سب اپنی بیوی کے لیے وقف کرنا چاہی تھی...... پھر کیا ملا تمہیں...... کیا اپنی ماں کی فرمانبرداری کا کیا صلہ ملا...... طلاق...... یہی حاصل ہے تمہاری اس قربانی کا...... اس بندھن کو قائم رکھنے کی جدوجہد کا یہی انعام ہے...... ہاں حارث مصطفیٰ...... سود وزیاں کی اس جنگ میں جیت زیاں کا مقدر ہوئی ہے۔ پیرس سے لندن تک کا فاصلہ انہی سوچوں کے حصار میں کٹا تھا۔

ایئرپورٹ سے سیدھا اپارٹمنٹ پہنچا...... آخری بار...... ہمیشہ ہمیشہ کے لیے واپس آنے کے لیے...... خلافِ توقع دروازہ کھلا تھا۔ وہ اندر داخل ہوگیا۔ اسے کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا۔ سامنے نظر پڑی تو دل دھک سے رہ گیا۔ عیشا سر گھٹنوں میں دیئے سسک رہی تھی اور ذرا فاصلے پر کوئی شخص اوندھے منہ لیٹا کراہ رہا تھا۔

"عیشا۔" حارث نے جھک کر دھیرے سے اس کا شانہ ہلایا۔

"مم...... مجھے ہاتھ مت لگانا...... دور رہو...... ڈونٹ ٹچ می......" وہ سہمی ہوئی ہرنی کی طرح بدک کر پیچھے ہٹی تھی۔

"کیا ہوا عیشا؟ میں...... حارث ہوں۔" وہ اسے جھنجوڑتے ہوئے بولا۔

"حا...... حارث۔" وہ خالی خالی نظروں سے اس کی طرف دیکھے گئی۔ پھر اس کے کندھے پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ حارث حقیقتاً گھبرا گیا۔

"عیشا...... تمہیں کیا ہوا ہے؟ تم بتاتی کیوں نہیں ہو۔" وہ دہاڑا۔

"میں نے...... میں نے اسے مار دیا...... ہاں...... مار دیا۔" اس نے انگلی سے سامنے اشارہ کیا۔

"مگر کیوں؟"

"وہ...... میں...... مجھے...... میں اور کیا کرتی...... وہ میری عزت......" وہ رونے لگی تھی۔ حارث کے لب بھنچ گئے۔ وہ اٹھ کر مائیکل کی طرف گیا جو قالین پر پڑا کراہ رہا تھا۔ اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا۔ اردگرد کانچ کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے جو غالباً اس گلدان کے تھے جو عیشا نے اس کے سر پر مارا تھا۔ حارث نے اس کو اٹھا کر گاڑی میں ڈالا۔ اگر وہ مرجاتا تو بڑی پرابلم ہوجاتی۔ عیشا کو ساتھ لے کر پہلے پولیس اسٹیشن گیا اور وہاں سے پھر ہاسپٹل۔ عیشا کا بیان لیا گیا۔ مائیکل کے خلاف رپورٹ درج کروائی گئی۔ قانونی کارروائی مکمل ہونے کے بعد اس نے گاڑی کا رخ عثمان حیدر کے گھر کی طرف موڑ دیا۔ عیشا چپ چاپ آنسو بہاتی اور ہونٹ کاٹتی رہی۔

"رو کیوں رہی ہو اب؟" حارث نے جامد خاموشی کو توڑا۔

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

"یہ..... یہ سب نہیں ہونا چاہیے تھا۔"

"یو مین....." حارث نے جملہ ادھورا چھوڑ کر پرتشویش نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ ادھورے جملے کا مفہوم جان کر وہ شرم سے کٹ کر رہ گئی۔

"نہیں..... اللہ کا شکر ہے' اس نے مجھے اپنی حفاظت میں رکھا۔ میرا دامن بالکل صاف ہے۔" جس مشکل سے اس نے یہ جملہ ادا کیا' یہ وہی جانتی تھی۔ حارث گویا پرسکون ہو گیا' یہ جان کر کہ "نقصان" نہیں ہوا تھا۔ عثمان حیدر کا گھر آ چکا تھا۔

"تم چاہتی تھیں ناں کہ میں تمہیں آزاد کر دوں' باضابطہ طور پر علیحدگی کا نوٹس تم کو جلد ہی مل جائے گا۔" وہ چلا گیا' جبکہ عیشا کی نظروں نے اس کی گاڑی کا دور تک تعاقب کیا تھا۔

پھر دوسرے ہی دن وہ پاکستان چلا گیا تھا۔

وہ جب سے لندن سے آیا تھا' بالکل گم سم ہو کر رہ گیا تھا۔ رابعہ اس کی یہ حالت دیکھ دیکھ کر کڑھتی تھیں اور اس وقت کو کوستی تھیں' جب انہوں نے حارث کی عیشا سے شادی کا فیصلہ کیا تھا۔ ماں باپ کبھی اولاد کے لیے برا نہیں چاہتے مگر ضروری نہیں کہ ان کا ہر فیصلہ درست ہو۔ غلطی انسان سے ہی ہوتی ہے۔

"حارث' مجھے معاف کر دو بیٹا۔ میں نے تمہارے ساتھ بڑا ظلم کیا۔" وہ رونے لگی تھیں۔

"پلیز امی۔ کوئی ظلم نہیں کیا آپ نے۔ قسمت کا لکھا کون ٹال سکتا ہے۔ امی ماہین کی شادی ہو رہی ہے اور آپ نے مجھے بتایا بھی نہیں۔"

"ہاں۔ وہ مجھے یاد نہیں رہا۔"

"امی! آپ کو وہاں جانا چاہیے۔ چچی کا کچھ بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔ وہ بے چاری تنہا شادی کی تیاریوں میں لگی ہوئی ہیں۔"

"مگر وہ....."

"امی! بھلا دیں گزری باتوں کو۔ صفیہ چچی بہت اچھی ہیں' بہت مخلص' بہت ملنسار۔ ہاں امی۔ ان کی قسمت میں وہاب چچا کا ساتھ لکھا تھا اور قسمت کا لکھا کبھی کوئی ٹال سکا ہے۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ ماہین جیسے ہیرے کی میں نے قدر نہ کی۔ مجھے کیا پتا تھا' جسے میں ہیرا سمجھ رہی ہوں.....وہ پتھر نکلے گی۔"

"امی! قصور شاید کسی کا بھی نہیں ہے۔ آپ کا' نہ ماموں کا اور نہ عیشا کا۔ اب راکھ کریدنے سے کیا حاصل۔ لندن میں گزرا ہوا ایک ایک لمحہ میرے لیے ماضی کا حصہ بن چکا ہے۔ بہتر ہے کہ اب آپ بھی وہ سب بھلانے کی کوشش کریں۔" حارث کے کہنے پر رابعہ ایک سرد آہ بھر کر رہ گئیں۔

"ہیلو ینگ مین۔ کیسے ہو بھئی؟" صبح ناشتے کی میز پر وہ عثمان حیدر کو دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

"آ..... آپ کب آئے؟"

"رات کو۔ تم سو رہے تھے۔ ہم نے تمہیں ڈسٹرب کرنا مناسب نہ سمجھا۔"

"ممانی نہیں آئیں؟" وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"نہیں۔ تم اس طرح بنا بتائے چلے آئے۔ پہلے تو میں تمہیں انگلینڈ میں ہی تلاش کرتا رہا۔ پھر سوچا' تم شاید انگلینڈ سے باہر گئے ہوئے ہو۔"

"بس ماموں.....وہ....." وہ خجل سا ہو گیا۔

"عیشا کے بارے میں نہیں پوچھو گے؟"

"نہیں' وہ سنجیدگی سے بولا۔ "اگر آپ نہ آتے تو چند دنوں تک طلاق نامہ پہنچ جاتا۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو حارث بیٹے۔ طلاق!"

"ماموں! اس ڈرامے کا ڈراپ سین تو ایک نہ ایک دن ہونا ہی تھا۔ اتنے دن میں نے سوچنے میں لگا دیئے۔ وہ خود مجھ سے علیحدگی چاہتی ہے۔"

"کول ڈاؤن مائی سن۔ ایسے معاملات میں جوش سے نہیں' ہوش سے کام لیا جاتا ہے۔ وہ تو جذباتی اور ناسمجھ لڑکی ہے۔ مگر تم تو باشعور اور خردمند شخص ہو۔ مجھے اس سے ایسی حماقت کی توقع تھی مگر میں یہ سوچ کر مطمئن

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

تھا کہ تم سمجھ دار آدمی ہو۔ اسے ہینڈل کرلو گے مگر......'' وہ تاسف سے سرہلانے لگے۔

''آئی ایم سوری ماموں۔ میں نے بہت برداشت کیا۔ اب وقت ہاتھ سے نکل چکا ہے۔'' وہ اٹھ کر چلا گیا۔

''بھائی جی۔ غلطی عیشا کی بھی ہے۔ آپ اسے بھی سمجھائیں' وہ خود اس مسئلے کو سلجھانے کی کوشش کرے۔''

''ہوں...... یہ مسئلہ تو واقعی کافی سیریس ہوگیا ہے۔'' عثمان حیدر پرسوچ انداز میں سرہلانے لگے۔

حارث اپنے کمرے میں آکر اضطرابی کیفیت میں ٹہلنے لگا۔ ''ماموں نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے۔ چابی سے چلنے والا کھلونا۔ اپنی بیٹی کو احمق اور ناسمجھ کہہ کر چھوڑ دیا اور مجھ سے توقع کررہے ہیں کہ میں سمجھوتا کرلوں تو...... نیور۔'' وہ سلگتا ہوا واش روم میں گھس گیا۔ تیار ہوکر باہر چلا گیا۔ دوپہر کا کھانا بھی باہر کھایا۔ سڑکوں پر بے مقصد گاڑی دوڑاتا رہا۔ پانچ بجے قریب گھر آیا۔

''ثریا! ایک کپ چائے کا بنادو۔ میں اپنے کمرے میں ہوں۔'' کچن میں ملازمہ سے کہا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کپڑے چینج کرکے بیٹھا ہی تھا' جب چائے کا کپ اس کی طرف بڑھایا گیا۔ یہ سانولی سا ثریا کا ہاتھ تو بالکل نہیں تھا۔ حارث نے سر اٹھا کر دیکھا تو حلق تک کڑوا ہوگیا۔

''تم! تم سے کس نے کہا چائے لانے کو؟'' وہ سختی سے بولا۔

''خود تم نے ابھی مجھ سے کہا تھا۔''

''میں نے ثریا سے کہا تھا۔ ثریا......'' وہ بلند آواز میں دھاڑا۔

''ثریا آج چھٹی پر ہے۔''

''تم یہاں سے چلی جاؤ۔''

''اور یہ چائے......''

''میرے سر پر ڈال دو۔'' وہ بھنا گیا۔

''سوچ لو۔ بہت گرم ہے۔'' وہ مسکرائی۔

''میرا خیال ہے' تمہارا اور میرا مذاق کا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ جاسکتی ہو۔'' وہ خطرناک حد تک سنجیدہ تھا۔ عیشا کو اپنی عافیت خطرے میں نظر آنے لگی۔

''رشتہ تو بہت مضبوط ہے۔''

''یہ تم کہہ رہی ہو' تم؟'' وہ دہاڑا۔ ''تم کیا جانو رشتوں کو' تمہیں کیا معلوم رشتوں کے تقاضوں کا۔ تم ایک نہایت ہی بدمزاج' ضدی اور سرپھری لڑکی ہو۔'' ایک سال سے پکنے والا لاوا آج بہہ نکلا تھا۔

''پلیز حارث' مجھے معاف کردو۔'' وہ اس کے سامنے آگئی۔

''کس بات کی معافی مانگ رہی ہو۔ اپنے ناروا سلوک کی' اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی یا اپنی انا پسند فطرت کی؟'' وہ سلگتے لہجے میں انگارے برسانے لگا۔

''سب باتوں کی۔'' وہ سرجھکا کر بولی۔

''اب یہ سعادت مندیاں دکھانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ تم اگر میرے دل میں تھیں بھی تو اب نہیں ہو۔ وقت ایک سا نہیں رہتا۔ اب تک میں نے سمجھوتا کرنے کی بڑی کوشش کی مگر اب یہ دل پتھر ہوچکا ہے۔ تم اس سے سر ٹکرا ٹکرا کر مر بھی جاؤ تو کچھ حاصل نہ ہوگا۔''

''پلیز۔ ایسے تو مت کہو۔ میں...... مجھے تم سے محبت ہوگئی ہے۔''

''محبت۔ واہ۔'' اس نے ایک جنونی قہقہہ لگایا۔ ''کیا مذاق فرمایا ہے۔ عیشا حیدر اور مجھ سے محبت۔'' وہ دیوانوں کی طرح قہقہے لگانے لگا۔ عیشا نے الجھن آمیز نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

''حا...... حارث' آپ ٹھیک تو ہیں؟'' اسے واقعی وہ جنونی لگنے لگا تھا۔

''میرا خیال ہے' تمہاری طبیعت خراب ہے۔'' حارث نے ایک تیز نگاہ اس پر ڈالی۔ ''گیٹ آؤٹ۔''

''م...... میں...... خودکشی کرلوں گی۔'' اس نے

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

کمزور سے لہجے میں دھمکی دی۔
''بصد شوق۔ مجھے عین راحت ہوگی آپ کے اس اقدام سے۔اب آپ یہاں سے تشریف لے جاسکتی ہیں۔''اتنی انسلٹ کے بعد بھی وہاں کھڑے رہنا اس سے بڑی انسلٹ تھی۔

ایک ہفتے بعد عثمان حیدر واپس چلے گئے۔رابعہ نے انہیں یقین دلایا تھا کہ وہ حارث اور عیشا کے درمیان مصالحت کروا کر دم لیں گی۔ بزنس کی مصروفیات نہ ہوتیں تو عثمان حیدر رک جاتے مگر مجبوری تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ حارث ان کے ساتھ چلے مگر وہ اب کسی طور انگلینڈ جانے کو تیار نہ تھا۔اس کا موقف تھا کہ اب اپنے ملک میں رہ کر بزنس کرے گا۔عثمان حیدر کو اس نے صاف جتادیا تھا کہ وہ عیشا کو اس کے شوہر کے گھر نہیں بلکہ اس کی پھوپو کے گھر چھوڑے جا رہے ہیں۔ رابعہ کی بھرپور تسلیوں پر عثمان حیدر لندن روانہ ہوگئے تھے۔

عیشا کے اس نئے روپ نے حارث کو حیران کر کے رکھ دیا تھا۔لگتا ہی نہیں تھا کہ یہ وہی پرانی عیشا ہے۔یہ تو کوئی اور ہی تھی۔ مشرقی حسن کا شاہکار۔ ہمہ وقت مشرقی لباس میں ملبوس رہتی۔چوڑیوں کا استعمال بہت کرنے لگی تھی۔

''تم؟ یہاں کیا کر رہی ہو؟'' رات گئے واپس لوٹا تو اسے اپنے کمرے میں دیکھ کر پیشانی پر بل پڑ گئے۔

''فٹ بال کھیل رہی ہوں۔'' سکون سے جواب آیا۔

''کیا بکواس ہے۔'' وہ غرایا۔

''نظر نہیں آ رہا۔سونے کی کوشش کر رہی ہوں؟''

''سونا ہے تو کہیں اور جا کر سوؤ۔'' وہ جوتے اتار کر سائیڈ پر رکھتے ہوئے بولا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

''تم نے سنا نہیں' میں نے کیا کہا ہے۔'' وہ شرٹ کے بٹن کھولنے لگا۔''کیا مصیبت ہے۔تم کیوں سوار ہو میرے سر پر۔''اس نے شرٹ کے بٹن نئے سرے سے بند کرنا شروع کردیئے۔

''مگر میں کہاں سوؤں گی؟''

''اتنا بڑا گھر ہے۔تمہیں کوئی جگہ نظر نہ آئی۔میرا کمرہ خالی کرو فوراً۔'' میں اپنی پرائیویسی میں کسی دوسرے کا وجود برداشت نہیں کرسکتا۔''

''میں بیوی ہوں آپ کی۔''عیشا نے ایک بار اسی کے کہے ہوئے الفاظ دہرائے۔

''شٹ اپ۔ میں تمہاری صورت دیکھنا نہیں چاہتا۔ اٹھو۔ دفع ہوجاؤ یہاں سے۔'' حارث نے اسے بازو سے پکڑ کر بستر سے اٹھایا۔

''مگر حارث ...... وہ آنٹی......'' وہ کہتی رہ گئی مگر حارث نے ایک نہ سنی۔اس کو باہر نکال دیا اور دروازہ لاک کردیا۔کچھ دیر تک وہ دستک دیتی رہی پھر دستک کی آواز آنا بند ہوگئی۔

''عیشا حیدر۔اب تم ساری زندگی بھی دستک دیتی رہوناں تو بھی شہر دل کے دروازے وا نہیں ہوں گے۔'' وہ سلگتے ذہن سے سوچنے لگا۔

صبح اس کی آنکھ بہت جلدی کھل گئی تھی۔ گلاس ونڈوز پر سے دبیز پردے سرکائے اور ونڈوز کھول دیں۔ صبح کی لطیف ہوا بے حد بھلی لگی۔وہ ٹیرس پر چلا آیا۔نظر سامنے پڑی تو چونک گیا۔ وہ یقیناً عیشا ہی تھی جو لان میں پڑی کین کی کرسی پر سمٹ کر بیٹھی تھی۔ کافی دیر وہ اسے دیکھتا رہا مگر عیشا کے وجود میں کوئی حرکت نہ ہوئی تو اسے پریشانی نے آن گھیرا۔ پیروں میں سلیپر ڈالتا وہ نیچے چلا آیا۔

''عیشا...... عیشا......'' حارث نے اس کا گال تھپتھپایا۔ وہ سو رہی تھی۔ حارث کو ندامت نے آن گھیرا۔غالباً وہ ساری رات اسی طرح لان میں سوئی رہ گئی تھی۔عیشا نے کسمساتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔ آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے اور گالوں پر آنسوؤں کے نشان۔

''عیشا۔اٹھو اندر چل کر سوؤ۔''

Scanned with CamScanner

"ہوں۔" اس نے پلکیں جھپک جھپک کر نیند کو دفع کرنا چاہا۔ حارث کو دیکھ کر اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ ایک جھٹکے سے اٹھی اور حارث کا ہاتھ جھٹک کر اندر کی طرف بڑھ گئی۔

"حارث!" رابعہ نے پکارا تو اس کے باہر کی جانب بڑھتے قدم تھم گئے۔

"جی۔"

"کہاں جا رہے ہو؟"

"کام سے جا رہا ہوں۔"

"تم ایسا کرو آج عیشا کو شاپنگ کرالاؤ۔"

"شاپنگ! مگر کیوں؟" اس نے ابرو اچکائے۔

"ماہین کی شادی میں چند دن رہ گئے ہیں۔ وہ پہلی بار خاندان کی شادی میں شرکت کر رہی ہے۔ لباس بھی ڈھنگ کا ہونا چاہیے۔"

"امی! مجھے یہ شاپنگ واپنگ کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔ آپ خود ہی اس کے ساتھ جا کر لے آئیں۔ جو پیسے چاہئیں مجھ سے لے لیجیے گا۔" وہ سہولت سے انکار کرتا گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا۔ رابعہ اسے محض دیکھ کر رہ گئیں۔

ماہین کی شادی سے ہفتہ بھر پہلے وہ لگاتار رابعہ کے ساتھ ڈھولکی پر جاتی رہی تھی۔ اس عرصے میں وہ پوری طرح ماہین اور رامین کے ساتھ گھل مل گئی تھی۔ البتہ حارث کے ساتھ اس کی سرد جنگ جاری تھی۔ اس روز کے بعد سے عیشا نے حارث سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ عیشا خاندان کی کسی تقریب میں پہلی بار شرکت کر رہی تھی۔ ہر کوئی اس سے ملنے چلا آتا تھا۔ حارث کی اسید عماد جعفری سے بارات والے دن ہی ملاقات ہوسکی تھی۔ اسے وہ ہر لحاظ سے اچھا لگا تھا۔ خوش اخلاق، وجیہہ اور ویل مینرڈ۔ عروسی لباس ماہین پر خوب جچ رہا تھا۔ رخصتی سے پہلے فوٹو سیشن ہوا۔ عیشا رائل بلیو اور بوتل گرین کنٹراسٹ کی کامدار ساڑی میں بے حد دلکش لگ رہی تھی۔ پوری تقریب کے دوران ہر طرف حارث کی دلہن کی تعریفیں ہوتی رہی تھیں۔ اتنی حسین، لندن پلٹ اور نخرہ کوئی نہیں۔ خوش اخلاق حد سے بڑھ کر۔ حارث کی سماعت نے بھی یہ تعریفیں سنی تھیں۔ جانے کیوں اسے فخر سا ہوا تھا۔ عیشا کی تعریف اسے مغرور کیے دے رہی تھی۔ وہ جان چکا تھا کہ عیشا اب اس کے ساتھ زندگی گزارنے کی متمنی ہے۔ اپنی انا اور خودداری کو پسِ پشت ڈال کر پیش قدمی بھی اسی نے کی تھی۔ رخصتی کے بعد سب لوگ رفتہ رفتہ جانے لگے۔ رابعہ وہیں رک گئی تھیں۔ حارث، عیشا کو ساتھ لے کر گاڑی کی طرف بڑھا۔ وہ خاموشی سے کار ڈرائیو کرتا رہا۔ عیشا اپنے ناخنوں سے کھیل رہی تھی۔

"اب تو جان چھوڑ دو۔" حارث کے کہنے پر وہ چونکی۔

"کیا مطلب؟"

"میرا مطلب ہے، ان ناخنوں نے کیا قصور کیا ہے جو گھنٹہ بھر سے انہیں مشقِ ستم بنائے بیٹھی ہو۔" وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولا۔ عیشا نے کوئی جواب نہ دیا۔ چہرے پر آ جانے والی لٹ کو پیچھے کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو چوڑیوں کی کھنکھناہٹ نے ارتعاش سا پیدا کردیا۔

"کیا بات ہے، آج کل چوڑیاں بہت پہننے لگی ہو؟ کیا کسی چوڑی والے سے کنٹریکٹ کرلیا ہے؟"

"آنٹی کہتی ہیں کہ چوڑیاں سہاگ کی علامت...... اوہ...... وہ میری مرضی۔" وہ بات بدل کر باہر دیکھنے لگی۔ حارث زیر لب مسکرادیا۔

"آئس کریم کھاؤ گی؟" وہ گاڑی کی رفتار دھیمی کرتے ہوئے بولا۔

"اس وقت!"

"ابھی تو صرف بارہ بجے ہیں۔ لاہور کے بازار تو رات گئے تک کھلے رہتے ہیں۔"

"مجھے نہیں کھانی۔" وہ نروٹھے پن سے بولی۔

"مگر مجھے تو کھانی ہے۔" گاڑی آئس کریم پارلر کے سامنے روکی۔

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner

''ایک ونیلا اور ایک چاکلیٹ چپ لے آؤ۔'' آئس کریم کا آرڈر دیا۔ اندر جانے کو حارث کا موڈ نہیں تھا۔ وہ گاڑی میں ہی بیٹھے رہے۔

''تم مجھ سے ناراض ہو؟'' حارث نے کہا تو عیشا اس کی طرف دیکھنے لگی۔ ''ویسے اصولاً تو مجھے تم سے ناراض ہونا چاہیے۔ اب دیکھو ناں...... تم ایمانداری سے تجزیہ کرو تو تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ غلطی کس کی ہے۔ ٹھیک ہے مجھ سے بھی کوتاہیاں ہوئیں مگر زیادہ ذمے داری تم پر عائد ہوتی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ میں اس شادی پر خوش نہیں تھا اور یقیناً تم بھی رضامند نہیں تھیں...... مگر وہ کہتے ہیں ناں کہ جوڑے تو آسمانوں پہ بنتے ہیں...... اور شاید ہمارا ملن بھی مقدر میں لکھا تھا... سو ہو گیا۔ میں نے اپنی طرف سے بھرپور کوشش کی تھی اس رشتے کو نبھانے کی۔ جانتی ہو میں تمہارے پل پل کی خبر رکھتا تھا۔ تم کہاں جاتی ہو کس سے ملتی ہو کیا کرتی ہو...... میں کبھی بھی تم سے لاتعلق نہیں رہا تھا...... مائیکل کے بارے میں میں مکمل تحقیقات کروا چکا تھا اسی لیے میں......'' حارث کی بات وہیں رہ گئی۔ آئس کریم آ چکی تھی۔

''یار۔ ایسا کرو کوئی بڑا کپ یا پیالہ لے آؤ۔'' اس نے ویٹر سے کہا۔ وہ فوراً لے آیا۔

''اوکے۔ تم جاؤ۔'' ویٹر کو بھیجنے کے بعد اس نے ونیلا اور چاکلیٹ آئس کریم ایک ہی پیالے میں ڈال کر مکس کی۔

''لو کھاؤ۔'' چمچ اس کی طرف بڑھایا۔

''یہ کیا ہے؟'' عیشا نے اس کے ہاتھ سے چمچ لے لیا۔

''میں ہمیشہ اسی طرح آئس کریم کھاتا ہوں۔ ونیلا اور چاکلیٹ مکس کر کے۔ اس کا بھی اپنا ہی مزا ہے۔'' وہ مزے سے آئس کریم کھانے لگا۔ اس نے دو تین بڑے بڑے چمچ لے کر پیالہ عیشا کو تھما دیا۔ وہ دھیرے دھیرے کھاتی رہی۔

''عیشا! جو کچھ ہوا...... وہ ماضی کا حصہ بن گیا۔ اب ہمیں ایک نئی زندگی شروع کرنی ہے جو ہر لحاظ سے مکمل ہو۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں تم سے محبت کرنے لگا تھا مگر تمہارے رویے نے میری محبت اور میرے ارمانوں پر اوس ڈال دی تھی۔ اب مجھے اپنے دل میں تمہارے لیے پھر سے وہی محبت اجاگر کرنے میں تھوڑا وقت لگے گا اور مجھے امید ہے کہ تم اپنے ہر عمل سے اپنی وفا اپنی چاہت اپنی محبت اور اپنے خلوص سے میرے دل میں بلند مقام ضرور حاصل کر لو گی۔ ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں کہ کبھی بھی شک مت کرنا۔ اعتماد اس رشتے کی مضبوطی و پائیداری کی اولین شرط ہے۔ میاں بیوی کو ایک دوسرے پر اعتماد ہونا چاہیے۔ تم سینیکا کی طرف سے بدگمان تھیں...... مگر یقین کرو وہ ایک اچھی دوست ہے اور بس۔''

''میں جانتی ہوں۔ وہ بہت اچھی لڑکی ہے۔''

''صاحب! یہ پھول لے لو۔ صاحب یہ گجرے میم صاحب کے لیے لے لو۔'' پھول بیچنے والا بچہ گاڑی کے پاس آ کھڑا ہوا۔ حارث نے ڈھیر سارے پھول اور گجرے خرید لیے۔

''میرا خیال ہے اب مجھے کسی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔'' حارث نے یہ کہتے ہوئے استحقاق سے اس کی دونوں کلائیوں میں گجرے چڑھائے۔

''چلو۔ باقی باتیں گھر چل کر کریں گے۔'' اس نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا اور ایک پرشوق نگاہ اس پر ڈالی۔ عیشا نے لجا کر نگاہیں باہر دوڑتے ٹریفک پر جما دیں۔ آج پہلی بار وہ حقیقی خوشی کے لطف سے آشنا ہوئی تھی۔

Digestlibrary.com

Scanned with CamScanner